ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

18

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

8 تا 14 شوال المکرم 1443ھ/10 تا 16 مئی 2022ء

مروجہ نظاموں کا سرچشمہ : جاہلیت

آج زندگی کی جتنی قدریں بھی رائج ہیں اور زمین پر جتنے نظام بھی چل رہے ہیں، ان سب کا سرچشمہ ''جاہلیت'' ہے۔ اس جاہلیت کی بنیاد ہے زمین میں خدا کی بادشاہت اور الوہیت کی سب سے بڑی خصوصیت پر زیادتی و دست درازی، خدا کی حاکمیت سے سرکشی و سرتابی۔ یہ حاکمیت کا حق انسان کو دیتی ہے۔ یہ کچھ انسانوں کو کچھ انسانوں کا خدا قرار دیتی ہے۔ اس سیدھی سادی ابتدائی شکل میں نہیں جس سے قدیم جاہلیت آشنا تھی، بلکہ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ خدائی ضابطۂ حیات اور الٰہی نظامِ زندگی سے ہٹ کر شریعت اور قانون وضع کرنے، تصورات اور قدریں متعین کرنے، زندگی کے نظام اور اس کے نقشے مرتب کرنے کا حق رکھتی ہے۔ وہ ان دائروں میں بھی دخل دے سکتی ہے، جن میں دخل دینے کا حق خدا نے کسی کو نہیں دیا۔ چنانچہ خدا کی حاکمیت پر دست درازی کا نتیجہ بندوں پر زیادتی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ کلّیت پسندانہ نظاموں میں انسان کی جو تذلیل و تحقیر ہوئی ہے اور سرمایہ دارانہ نظاموں میں سرمایہ و سامراج کے تسلط سے افراد اور رعایا پر جو ظلم و زیادتی روا رکھی گئی ہے وہ سب نتیجہ ہے خدائی بادشاہت سے بغاوت اور اس شرف و عزت کے انکار کا جو خدا کی جناب سے انسان کو عطا ہوا ہے! اس معاملے میں اسلامی نظام بالکل منفرد ہے---------- کیونکہ نظامِ اسلامی کے علاوہ ہر نظام میں کسی نہ کسی شکل میں انسان، انسان کو پوج رہا ہے! تنہا نظامِ اسلامی ہی وہ نظام ہے جس میں سارے انسان آزاد ہیں۔ نہ کوئی بندہ ہے نہ بندہ نواز، نہ کوئی عابد ہے، نہ معبود، نہ کوئی آقا ہے نہ غلام۔ یہاں بس اللہ کی عبادت کرنی ہے۔ وہی سب کا معبود ہے۔ سب کو اسی کے آگے جھکنا ہے اور اس کے احکام پر چلنا ہے۔ یہی وہ دوراہا ہے جہاں سے یہ راستہ اور راستوں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔

نقوش راہ: سید قطبؒ شہید

اس شمارے میں

سازش اور مداخلت!
رمضان المبارک سے ملنے والے سبق
مسجد اقصیٰ پر صہیونی فورسز کا حملہ
نہ کہیں لذتِ کردار نہ افکارِ عمیق
ادھورا سچ! (2)
عبودیت کا مقام

سُورۃُ الشُّعَرَاء، تمہیدی کلمات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الفرقان کے تمہیدی کلمات کے ضمن میں بتایا جا چکا ہے کہ اس گروپ کی آٹھ مکّی سورتوں میں سے سورۃ الفرقان کے علاوہ باقی سب کا آغاز حروفِ مقطعات سے ہوتا ہے۔ ان میں سے دو سورتوں (الشعراء اور القصص) کا آغاز طٰسٓمّٓ سے‘ ایک سورت (النمل) کا طٰسٓ سے اور چار سورتوں (العنکبوت‘ الروم‘ لقمان اور السجدۃ) کا آغاز الٓمّٓ سے ہوتا ہے۔

سورۃ الشعراء کو مکّی سورتوں میں اس اعتبار سے امتیاز حاصل ہے کہ اس کی آیات کی تعداد (۲۲۷) مکّی سورتوں میں سب سے زیادہ ہے۔ سورۃ الشعراء اپنی چھوٹی چھوٹی آیات‘ تیز ردھم اور مؤثر صوتی آہنگ کی بنا پر سورۃ الحجر سے مماثلت رکھتی ہے۔ اس کی آیت ۲۱۴ کے حوالے سے تاریخی روایات ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سورت کا نزول ابتدائی چار برس کے دوران ہوا تھا۔ ویسے تو ابتدائی دور میں نازل ہونے والی اکثر و بیشتر سورتیں مصحف کی ترتیب میں سورۂ قٓ کے بعد یعنی آخری منزل میں رکھی گئی ہیں‘ لیکن سورۃ الحجر اور سورۃ الشعراء کو مشیتِ الٰہی سے مصحف کے درمیانی حصّے میں رکھا گیا ہے‘ یعنی پچھلے گروپ میں سورۃ الحجر اور اس گروپ میں سورۃ الشعراء۔

ان دونوں گروپس میں یکے بعد دیگرے بہت سی ایسی سورتیں ہیں جو اپنے انداز اور مضامین کے اعتبار سے ایک جیسی ہیں۔ سورۃ الشعراء کا زیادہ تر حصّہ انباء الرسل پر مشتمل ہے اور اس میں بھی انہی چھ رسولوںؑ اور ان کی قوموں کے واقعات کی تفصیل ہے جن کا ذکر اس سے پہلے سورۃ الاعراف اور سورہ ہود میں بھی آ چکا ہے۔ البتہ اس سورت میں ان واقعات کی ترتیب مختلف ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر کا اضافہ بھی ہے۔ سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مفصل تذکرہ ہے‘ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے‘ اس کے بعد باقی پانچ رسولوں کے حالات بالکل اسی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں جس ترتیب سے مذکورہ دونوں سورتوں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ سورت کا آخری رکوع خاصا طویل ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے اور آپؐ کی وساطت سے دراصل اہل ایمان کو مخاطب کیا گیا ہے۔

درس حدیث

شوال کے چھ روزے

عَنۡ اَبِیۡ اَیُّوۡب رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((مَنۡ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتۡبَعَهُ سِتًّا مِّنۡ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهۡرِ)) (رواہ مسلم)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے رمضان کے روزے رکھ کر اس کے پیچھے شوال کے چھ روزے رکھ لیے، تو گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھ لیے!‘‘

تشریح: اس کا حساب یوں سمجھئے کہ تیس روزے آپ نے رمضان کے رکھے اور چھ شوال میں رکھے، کل 36 روزے ہو گئے ایک نیکی کا بدلہ کم از کم دس گنا ہے۔ اس حساب سے 36 کا دس گنا 360 ہو گیا، سال بھر میں 5 دن کے روزے حرام ہیں، یعنی یکم شوال اور 10 تا 13 ذوالحجہ۔ عیسوی سال کے کل 365 دن ہوتے ہیں۔ یہ پانچ نکال دیں تو سال کے دن 360 ہوئے۔ پس جس نے یہ روزے رکھ لیے گویا اُس نے پورا سال روزے رکھے۔ شوال کے یہ روزے آپ لگاتار بھی رکھ سکتے ہیں، اور ایک ایک دو دو کر کے بھی مگر شوال کے مہینے میں رکھنے ضروری ہیں۔

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

8 تا 14 شوال 1443ھ جلد 31
10 تا 16 مئی 2022ء شمارہ 18

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
”دار الاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک........800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سازش اور مداخلت!

ایک زمانہ تھا جب امریکہ بڑے خفیہ انداز میں کسی مسئلہ کو آڑ بنا کر پاکستان کے معاملات میں مداخلت بھی کرتا اور حکومت بھی تبدیل کرتا تھا۔ مثلاً پاکستان میں تحریک نظامِ مصطفیٰؐ کی پشت پناہی کی اور نہ صرف ایک ایسے شخص کی حکومت ختم کرنے میں کامیاب ہوگیا جو پاکستان کو آزاد خارجہ پالیسی دینے کی راہ پر چل پڑا تھا۔ علاوہ ازیں پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے کا عزم کر چکا تھا۔ اُس کا یہ اعلان کہ ”گھاس کھالیں گے ایٹم بم بنائیں گے“ اُس کی جان لے گیا۔ امریکیوں نے پاکستانیوں کو گھاس کھانے سے بچانے کے لیے ڈالروں کی ریل پیل کر دی۔ امریکہ سمجھتا تھا کہ بھٹو کو اگر ہم نے مار لیا تو پاکستان کے لیے ایٹمی قوت بننا خواب بن جائے گا۔ آنے والی حکومتیں سمجھیں گی کہ اگر انہیں حکومت کرنی ہے بلکہ اپنی جان بھی بچانی ہے تو ایٹم بم بنانے سے کوسوں دور رہنا ہوگا۔ گویا ﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝﴾ (آل عمران:54) ”اور وہ چال چلے اور اللہ بھی چال چلا اور اللہ خوب چال چلنے والا ہے۔“

ہوا یوں کہ سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کر دیا اور امریکہ کو اپنی پڑ گئی۔ ضیاء الحق ایٹم بم بنانے کی طرف بڑھتا رہا اور خود امریکہ کا صدر جانتے بوجھتے اپنے ہاتھ سے یہ جھوٹا سرٹیفکیٹ جاری کرتا رہا کہ پاکستان ایٹم بم بنانے کی طرف پیش قدمی نہیں کر رہا ورنہ وہ پاکستان ناراض ہو جاتا جو سوویت یونین کی شکست و ریخت کا باعث بن کر امریکہ کو "The sole supreme power of the world" بننے میں مددگار ثابت ہو رہا تھا۔ لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے کی خواہش رکھنے والا تو اپنی خواہش پر جان قربان کر گیا۔ لیکن ایٹم بم بنانے کے باوجود پاکستانیوں کے منہ میں گھاس کی بجائے ڈالر ٹھونس دیئے گئے۔ یہ مشیت الٰہی تھی لہٰذا امریکہ کی مجبوری تھی مرتا کیا نہ کرتا۔ اگرچہ نہ امریکیوں کو سمجھ آئی کہ اصل فیصلے کہاں ہوتے ہیں اور نہ پاکستانیوں کو سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھنے کی توفیق ہوئی کہ جان سکیں کہ اُن کا اصل نجات دہندہ کون ہے؟ احمق ترین پاکستانی بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ بعد کے حالات نے ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تدبیر سے ایٹمی قوت بخش کر ہمیں بھارت جیسے کمینے اور رذیل دشمن سے بچایا جو بصورت دیگر گزشتہ چالیس برس میں کئی مرتبہ پاکستان کو روند چکا ہوتا۔

یہاں قارئین کو یہ بات یاد دلانی ضروری ہے کہ جس تحریک کے ذریعے ایٹم سازی میں رکاوٹ بننے کی کوشش کی گئی اور آزاد خارجہ پالیسی کی طرف نہ بڑھنے دیا گیا اُس تحریک میں کیسی جماعتیں اور کیسی شخصیات شامل اور متحرک تھیں کہ تحریک نظامِ مصطفیٰؐ کا اہم ترین اور انتہائی پُرکشش نعرہ ”بھٹو کے منہ پر تمانچہ۔ فرید پراچہ فرید پراچہ“ تھا۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ جماعتیں اور یہ شخصیات غیر شعوری طور پر اور انجانے میں امریکی ایجنڈے کا حصہ بن گئیں تھیں۔ یہ امریکہ کی کاریگری تھی لیکن آج 45 سال بعد امریکہ اتنا جری یا اتنا بے شرم ہو چکا ہے کہ وہ پاکستان میں مداخلت کے لیے کسی تحریک کی آڑ لینا بلکہ کوئی عذر

تراشنا بھی ضروری نہیں سمجھتا اور دوسری طرف پاکستان میں دولت اور اقتدار کے خواہش منداس قدر گر چکے ہیں کہ وہ اس کھلم کھلا مداخلت کو ویلکم کر رہے ہیں۔ امریکہ کی اس مداخلت کو حقیقی سمجھنے کے لیے کیا اتنا کافی نہیں ہے کہ اس مراسلے سے متعلق ایک کردار ڈونلڈ لو بھارت میں اس سوال پر خاموشی اختیار کرتا ہے کہ پاکستان آپ کو اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت کا ذمہ دار ٹھہرا رہا ہے اگر یہ الزام غلط ہوتا تو ڈونلڈ اچھل کر اور زوردار طریقے سے اس کی مذمت کرتا اور دوسرا یہ کہ جب شہباز شریف حکومت قومی سلامتی کمیٹی کا اجلاس طلب کرتی ہے اور اس امید پر کہ اسد مجید (جو اُس وقت پاکستان کا امریکہ میں سفیر تھا) وہ اب ہماری حکومت کا ایک ملازم ہے ہمارے کہنے پر اپنے مؤقف میں تبدیلی کرے گا، اُسے قومی سلامتی کمیٹی میں طلب کیا جاتا ہے لیکن پاکستان کا یہ سفیر اپنے سابقہ مؤقف سے انحراف کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ اگر وہ اپنا مؤقف تبدیل کر لیتا تو موجودہ شہباز حکومت اُسے وزرا کے جھرمٹ میں بیٹھا کر ایک پریس کانفرنس کرتی اور عمران خان کے جھوٹے ہونے کا اعلان کرتی لہٰذا امریکہ کی بے جا اور ناجائز مداخلت تو پہلے ہی ثابت ہو چکی تھی لیکن ستم بلائے ستم ڈاکٹر ربیکا گرانٹ نامی عورت جو کہ امریکی نیشنل سیکورٹی اور ڈیفنس کی اہم تجزیہ نگار اور امریکی ڈیپ سٹیٹ کی نمائندہ ہیں، کا فوکس نیوز سے انٹرویو جس نے نہ صرف مداخلت کو تسلیم کیا بلکہ مداخلت کی وجوہات بھی بتا دیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ روس سے تعلقات ختم کیے جائیں۔ چین سے تعلقات کو کمتر سطح پر لایا جائے اور خطے میں امریکہ کی پالیسیوں کو آگے بڑھایا جائے۔

ہم اپنی گزشتہ تحریروں میں یہ واضح کر چکے ہیں کہ اگرچہ امریکہ کے نقطۂ نظر سے عمران خان کو عہدہ سے معزول کرنے کی سیاسی وجوہات بھی تھیں لیکن اُس کی اصل وجوہات مذہبی تھیں۔ جنرل اسمبلی میں شانِ رسالت کی عظمت کا نعرہ لگانا اور اسلاموفوبیا کے خلاف شدت سے کام کرنا اور امت مسلمہ کو متحد کرنے کی کوشش کرنا وغیرہ وغیرہ۔ پھر یہ کہ اگرچہ ریاست مدینہ کے حوالے سے کوئی بڑے عملی قدم نہیں اٹھائے جا سکے لیکن یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اُس حوالے سے کام بالکل صفر ہے۔ مثلاً رحمۃ اللعالمین اتھارٹی قائم ہوئی۔ سکول کے بچوں کے لیے سیرت نبوی ﷺ کا مطالعہ لازم کیا گیا۔ احساس پروگرام کے ذریعے کروڑوں غریب لوگوں کی مدد ہوئی۔ کرونا سے ساری دنیا متاثر ہوئی لیکن دنیا نے پاکستان کو کرونا سے ڈیل کرنے والا بہترین ملک قرار دیا۔ سرکاری اخراجات کو حیران کن حد تک کم کیا گیا۔ سڑکوں پر حکمرانوں کے لیے ٹریفک کے نظام کی اتھل پتھل رک گئی۔ صحت کارڈ کا اجرا ہوا جو گیم چینجر کی حیثیت رکھتا ہے۔ وراثتی قوانین کی Implemention۔ گھریلو تشدد بل کو نظریاتی کونسل میں دفن کرنا اور والدین تحفظ قانون کا منظور ہونا۔

اصل بات یہ ہے کہ مغرب خاص طور پر صہیونیوں کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ ''ریاست مدینہ'' کی اصطلاح اتنی مقبول نہ ہو جائے کہ غیر مسلم دنیا کے لیے خطرناک ثابت ہو۔ لہٰذا جس طرح طالبان کے نظام سے خوف زدہ ہو کر افغانستان پر حملہ کیا گیا تھا اسی طرح ریاست مدینہ کا نام مٹانے کی بھی ایک کوشش ہو رہی ہے۔ ظاہر ہے نئی حکومت ریاست مدینہ کی اصطلاح کو زیادہ سے زیادہ دبانے کی کوشش کرے گی تاکہ نہ رہے گا بانس نہ بجے کی بانسری۔ مدینۃ النبیؐ میں جو سانحہ پیش آیا اُس کی ہر مسلمان مذمت کرے گا ہمیں کسی نوع کی نعری بازی یا بدتمیزی اس مقدس شہر میں قبول نہیں لیکن blasphemy (توہین رسالت) کے جھوٹے مقدمات پاکستان میں موجود لوگوں کے خلاف قائم کرنا اور لوگوں کے مذہبی جذبات کو اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے مشتعل کر کے پاکستان میں مذہبی نفرت پھیلانے کی کوشش کرنا بھی قابل مذمت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ حکومت کے خلاف مظاہرے صرف مدینۃ النبیؐ میں نہیں ہوئے دنیا بھر کے شہروں میں ہو رہے ہیں اور بار بار ہو رہے ہیں۔ کہاں کہاں اور کس کس شہر میں یہ الزام آپ اپنے سیاسی حریفوں پر لگائیں گے۔

حقیقت میں امریکہ کو پاکستان جیسے مقروض اور معاشی و سیاسی لحاظ سے مفلوج ملک سے قطعی طور پر یہ توقع نہیں تھی کہ اُن کا کوئی لیڈر ڈٹ کر بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی جرأت بھی کر سکتا ہے اور برابری کی سطح پر بات کرنے کا مطالبہ بھی کر سکتا ہے۔ لہٰذا اُنہوں نے react کیا۔ اور ایسے لیڈر کو سبق سکھانے پر تل گئے ہیں جو تابع فرمانی پر تیار نہیں تھا۔ لیکن اس ردعمل پر پاکستان کی عوام کھڑی ہو گئی، لہٰذا ملک بھر میں امریکہ کے خلاف لوگ اپنے شدید ردعمل کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور وہ تحریک انصاف جو انتہائی غیر مقبول ہو گئی تھی اُس کی مقبولیت آسمان کو چھو رہی ہے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ موجودہ حکومت کو صورت حال سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے۔ ہم ہمیشہ سے اس بات کے داعی ہیں کہ پاکستان کے تمام مسائل کا حقیقی اور دائمی حل تو اسلامی نظام کا نفاذ ہے، لیکن جب تک اسلامی نظام پاکستان میں نافذ نہیں ہو جاتا تب تک صاف شفاف جمہوری طرزِ حکومت کسی دوسرے طرزِ حکومت سے بہتر ہے۔ لہٰذا فوری، صاف اور شفاف انتخابات ہماری وقتی ضرورت پوری کر دیں گے۔

ماہ رمضان المبارک سے ملنے والے سبق

عادل سہیل

رمضان اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، عین ممکن ہے کہ اس رمضان کے بعد اللہ تعالیٰ کئی اور رمضان ہمیں عطا فرمائے اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ یہ رمضان ہماری زندگیوں کا آخری رمضان ہو، یہ رمضان بھی پہلے والے کئی رمضانوں کی طرح گزر تو گیا، سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ہم نے یہ رمضان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں گزارا ہے؟

اور اس سے بڑھ کر سوچنے اور سمجھنے والی بات یہ ہے کہ رمضان میں اگر ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اختیار کیے رکھی تھی تو اب رمضان کے بعد کیا ہم اُس اطاعت پر قائم ہیں؟

اگر ہاں تو الحمد للہ بہت اچھی بات ہے، اور اگر نہیں تو یقیناً بہت خطرے اور نقصان والی بات ہے۔

میرے آج کے کالم کا موضوع یہ سوال ہے کہ رمضان میں سے ہمیں کیا سبق ملتے ہیں؟

پہلا سبق

کسی نیکی کے قبول ہونے کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ اُس نیکی پر عمل مستقل ہو جائے اور اس کے بعد مزید نیکیوں میں اضافہ ہوتا رہے۔

اگر کوئی مسلمان رمضان اس طرح پاتا ہے کہ اُس میں اللہ نے اُس پر اپنی ظاہری اور باطنی رحمتوں کا نزول رکھا ہو، اور اُس کا نفس اللہ کی اطاعت پر راضی ہو گیا ہو، اور اس کا دِل آخرت کی فکر میں مشغول ہو جائے کہ جہاں اپنے کیے کام کے علاوہ کچھ کام آنے والا نہیں، جہاں وہی کچھ ملے گا جو کچھ اپنے ہی ہاتھوں وہاں کے لیے بھیجا ہوگا، جہاں نہ اولاد کام آئے گی نہ کوئی مال، نہ کوئی حشمت و جاہ، نہ کوئی دوستی نہ کوئی رشتہ داری، نہ کوئی مرشد۔ رمضان المبارک میں اگر کسی مسلمان کا نفس اللہ سے اجر و ثواب کی رغبت کے ساتھ اور اللہ کے عذاب سے بچاؤ کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ رمضان کے بعد بھی وہ اُسی اطاعت پر قائم رہے، اور ممنوع کاموں سے باز رہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اُن کی موت تک اللہ کی عبادت کا حکم دیا ہے: ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾﴾ (الحجر) ''اور اپنے رب کی عبادت کیے جاؤ یہاں تک کہ تمہاری موت (کا وقت) آ جائے۔''

سورت آل عمران میں فرمایا: ''اے ایمان لانے والو، اللہ (کی ناراضگی اور عذاب) سے بچو جیسا کہ اس سے بچنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔'' (آیت:102)

اسی سورت میں فرمایا: ''پس مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنی موت تک اللہ کی عبادت میں مشغول رہے، اور ایک سچے عملی مسلمان کی موت مرے۔'' (آیت:102)

کسی سچے اِیمان والے کے شایانِ شان نہیں کہ وہ ایک دفعہ اللہ کی اطاعت و عبادات کی خوشبودار مٹھاس چکھنے کے بعد اُس مٹھاس کو گناہوں اور اللہ کی نافرمانی کی بدبودار کڑواہٹ سے بدل لے، نہ ہی ایسے کسی سچے ایمان والے پر رمضان کے بعد کسی بھی وقت اُس کے ازلی دُشمن ابلیس کا کوئی داؤ چلتا ہے کہ وہ رمضان کے بعد اللہ کی اطاعات کو خوشی منانے، فرحت و سرور، اطمینان و سکون وغیرہ حاصل کرنے وغیرہ کے چکموں وغیرہ میں آ کر اللہ کی نافرمانی پر اتر آئے۔ نہ ہی کسی سچے اِیمان والے کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ رمضان کے علاوہ دیگر اوقات میں خیر والے کاموں سے رُک جائے اور اچھائی کو برائی سے بدل لے۔ ہر ایک سچے ایمان والے کو یہ خوب یاد رہتا ہے کہ رمضان کے عِلاوہ بھی صِرف وہی ایک حقیقی اور سچا معبود ہی اکیلا و تنہا معبود ہوتا ہے جس کی وہ رمضان میں عبادت کرتا ہے، جو ہمیشہ زندہ رہنے والا اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے، اُس کی طرف ہر ایک دِن اور ہر ایک رات کے اعمال اُٹھائے جاتے ہیں، اور جو کسی پر ایک ذرہ برابر بھی ظُلم کرنے والا نہیں، اور جو ایک نیکی کا اجر و ثواب بڑھا بڑھا کر دینے والا ہے۔ ''اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر (کسی کی کوئی) نیکی ہوگی تو اُس (نیکی) کو دوگنا کر دے گا اور اپنے ہاں سے اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔'' (النساء:40)

اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع کرنے والا نہیں، خواہ وہ نیکی رمضان میں ہو یا رمضان کے عِلاوہ کسی اور وقت میں ''بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔'' (یوسف:90)

تو رمضان المبارک سے ملنے والا پہلا سبق یہ ہوا کہ ایک سچا ایمان والا اس میں اللہ کی اطاعت اختیار کرنے کے بعد پھر اس اطاعت سے پھرتا نہیں۔

دوسرا سبق

روزہ بندے اور اُس کے حقیقی، سچے اور تنہا معبود اور رب اللہ کے درمیان ایک راز اور ایک خاص تعلق والا عمل ہے جس کی حقیقت کا علم صِرف اور صِرف اللہ تبارک و تعالیٰ کو ہی ہے اسی لیے اللہ کا یہ فرمان ہے کہ (یعنی ''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اُس کا اجر دوں گا (یعنی جتنا چاہے دوں)۔'' (صحیح مُسلم)

ہمیں چاہیے کہ اپنے تمام تر اعمال کی اصلاح کرے اور انہیں خالصتاً اللہ عزّ وجل کی رضا کے لیے کرے، اور اپنے ظاہر و باطن کو یکساں پاکیزہ رکھے۔

یہ بات یاد رکھے کہ جس اللہ نے ہم پر روزہ فرض کیا اسی اللہ نے ہم پر نماز، زکوٰۃ، حج، جہاد اور دیگر کئی اعمال فرض کیے ہیں اور یاد رکھے کہ اللہ کی واحدانیت اور اس کے ہی اکیلے، سچے اور حقیقی معبود ہونے، اور اس کے رسول محمد ﷺ کے اُس کے بندے اور آخری رسول ہونے کی گواہی دینے کے بعد سب سے زیادہ اہم ترین عمل وقت پر نماز پڑھنا ہے۔

دُکھ کی بات ہے کہ ہمارے کئی مسلمان بھائی رمضان میں تو روزے رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، لیکن رمضان کے بعد نماز کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے، انہیں اپنے اعمال کے بارے میں اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کا مراقبہ اور عِلم یاد نہیں رہتا، جب کہ مسلمان پر واجب ہے کہ جس طرح وہ روزہ رکھنے میں اخلاص سے عمل پیرا ہوتا ہے اُس سے کہیں زیادہ نماز پڑھنے پر اخلاص سے عمل پیرا رہے، کہ روزہ تو سال میں ایک مہینے کے لیے فرض کیا گیا ہے اور نماز ساری ہی زندگی ہر روز پانچ دفعہ پڑھنی فرض کی گئی ہے۔

پس ماہِ رمضان سے ملنے والے اسباق میں سے ایک سبق یہ بھی ہے کہ ہمیں اپنے ہر عمل کو اسی طرح اخلاص اور اپنے اعمال کے بارے میں اللہ کے مراقبے اور یقینی علم کے شعور کے ساتھ ادا کرنا چاہیے جس طرح ہم رمضان میں ادا کرتے ہیں۔

تیسرا سبق

رمضان المبارک میں ایک منظر ایسا دکھائی دیتا ہے جو روح تک کو سرور مہیا کرتا ہے اور وہ ہے مساجد کا نمازیوں سے بھر جانا، کیا ہی بھلا ہو کہ ہم اللہ کے گھروں کو ہمیشہ ہی اسی طرح آباد رکھیں اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اُن لوگوں میں سے ہو جائیں جنہیں اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ روزِ قیامت اپنے عرش کے سایے میں جگہ عطا فرمائے گا: ''سات لوگ (ایسے ہیں) جنہیں اُس دِن اللہ تعالیٰ اپنے

سایے میں جگہ دے گا جس دِن اللہ کے عرش کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا ، انصاف کرنے والا حاکم ، اور وہ جوان جو اپنے رب کی عبادت میں جوان ہوا ہو ، اور وہ شخص جس کا دِل مساجد سے جڑا ہو، اور وہ دو شخص جو اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں اسی محبت پر ایک دوسرے سے ملیں اور اسی محبت میں ایک دوسرے سے الگ ہوں، اور وہ شخص جسے کوئی رتبے والی حسین عورت (برائی کی) دعوت دے اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور وہ شخص جو صدقہ کرے تو اس طرح چُھپا کر کرے کہ اُس کا بائیں ہاتھ بھی یہ نہ جان سکے کہ اُس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے، اور وہ شخص جو تنہائی میں بھی اللہ کو یاد کرے تو اُس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جائیں۔'' (متفق علیہ)

چوتھا سبق

رمضان میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ جو چیزیں، کام اور باتیں اللہ نے یا اللہ کی وحی سے اللہ کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیے ہیں وہ رمضان اور غیر رمضان سب ہی اوقات میں حرام ہیں ۔ تو جس طرح ہم رمضان میں نہ صرف ان حرام چیزوں اور کاموں اور باتوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ ایک مقرر وقت تک ایسی حلال چیزوں، کاموں اور باتوں سے بھی بچتے ہیں جو اُس وقت میں حرام ہو جاتی ہیں، تو یقیناً ہمیں اپنی ساری ہی زندگی اُن تمام حرام چیزوں، کاموں اور باتوں سے بچنا چاہیے جو مستقل طور پر حرام قرار دے دی گئی ہیں، مثلاً، نماز ترک کرنا، زکوٰۃ ادا نہ کرنا ، صاحب حیثیت ہوتے ہوئے بھی حج نہ کرنا ، اپنی استطاعت کے مطابق جہاد میں حصہ نہ لینا ، جھوٹ بولنا، نامحرم کی طرف جان بوجھ کر نظر کرنا، حق تلفی کرنا، ایسی آوازیں اور باتیں سننا جن کو سننا اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہو، غرضیکہ مسلمان کو مرنے تک اپنے ظاہر و باطن کے ہر عمل کو صرف اور صرف حلال اعمال تک محدود رکھنا ہی چاہیے، اپنے ہاتھ، کان، آنکھ، پاؤں، زُبان، دِل و دماغ، اور نفس کو ہر حرام سے روکے رکھنا ہی چاہیے، کہ یہ صِرف رمضان تک کے لیے یا صِرف روزے کی حالت تک کے لیے ہی محدود نہیں۔

اللہ کی اس رحمت اور شفقت کا سب سے بہترین شکریہ ہے کہ ہم اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو اسی طرح استعمال کریں جس میں اللہ راضی ہوتا ہے اور اس طرح استعمال کرنے سے خود کو روکے رکھیں جس طرح استعمال کرنے سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے آنکھ کا استعمال جائز قرار دیا لیکن صِرف اُن چیزوں کو دیکھنے کے لیے جنہیں دیکھنا اللہ نے حلال قرار دیا، پس آنکھ کو ایسی چیزوں کے دیکھنے سے روکنا جنہیں دیکھنا اللہ یا رسول اللہ ﷺ نے حرام قرار دیا ہو، آنکھ کا روزہ ہے، ایسا روزہ جس کا حکم دائمی اور مُستمر ہے۔

❁ کان کا استعمال ایسی آوازیں سننے کے لیے جائز قرار دیا گیا جنہیں سننا حلال رکھا گیا اور ایسی آوازیں سننے میں اُس کا استعمال ناجائز ہوا جن آوازوں کو سننا حلال قرار نہیں دیا گیا، پس ایسی حرام آوازوں کے سننے سے کان کو روکے رکھنا کان کا ایسا روزہ ہے جس کا حکم دائمی اور مُستمر ہے۔

❁ زبان کا استعمال شرعی اعتبار سے ہر اچھی بات کہنے کے لیے جائز قرار دیا گیا، اور شرعاً منکر بات کہنے میں استعمال کرنا ناجائز قرار دیا گیا، لہٰذا ایسی منکر باتوں سے زُبان کو روکے رکھنا زبان کا ایسا روزہ ہوا جس کا حکم دائمی اور مُستمر ہے۔

❁ ہاتھ کا استعمال ایسے کاموں میں جائز قرار دیا گیا جنہیں کرنا جائز ہے اور ایسے کاموں میں اُس کا استعمال ناجائز قرار پایا جنہیں کرنا ناجائز ہے، پس ایسے کاموں سے اپنے ہاتھوں کو روکے رکھنا ہاتھوں کا ایسا روزہ ہوا جس کا حکم دائمی اور مُستمر ہے۔

❁ پاؤں کا استعمال ہر ایسے کام کی طرف جانے کے لیے جائز ہے جو شرعاً خیر والا ہو، اور ہر ایسے کام کی طرف جانے کے لیے ناجائز ہے جو شرعاً شر والا ہو، پس اپنے پیروں کو شر کی طرف جانے سے روکے رکھنا پیروں کا ایسا روزہ ہے جس کا حکم دائمی اور مُستمر ہے۔

❁ جنسی لذت کے لیے شرمگاہ کا استعمال حلال رشتے میں جائز قرار دیا گیا اور اس کے عِلاوہ اس کا استعمال حرام قرار دیا گیا۔

❁ دِل میں شرک و کفر پر مبنی عقائد، شرعاً غیر ثابت شدہ عقائد، اور شرعی طور پر ناجائز خیالات کے لیے جگہ بنانے کو ناجائز قرار دیا گیا لہٰذا دِل کو ایسے کسی بھی خیال یا عقیدے کے داخلے سے روکے رکھنا دِل کا روزہ ہوا جس کا حکم دائمی اور مُستمر ہے۔

اللہ کے جو بندے اللہ کی عطا کردہ اِن نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق استعمال کرتے ہیں اُن کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت سے انعام و اکرام کا وعدہ فرمایا ہے، اور جو ایسا نہیں کرتے اور اللہ کی عطا کردہ اِن نعمتوں کو اللہ کی ناراضگی والے کاموں میں استعمال کر کے اللہ کو ناراض اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور اللہ پر ایمان والے مخلص بندوں کے دُشمن ابلیس شیطان کو راضی کرتے ہیں اُن کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے عذاب کا وعدہ فرمایا ہے۔

اللہ کی عطا کردہ یہ سب نعمتیں قیامت والے دِن خود گواہی دیں گی کہ اللہ نے جس جس کو یہ نعمتیں دی تھیں انہوں نے انہیں کس کس طرح استعمال کیا، اللہ مالک یوم الدین کا فرمان ہے: ''آج (قیامت والے دِن) ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور جو کچھ یہ کرتے رہے تھے ان کے ہاتھ ہم سے بیان کر دیں گے اور ان کے پاؤں (ان کے کیے ہوئے کاموں) گواہی دیں گے۔'' (یٰس: 65)

تو حاصل کلام یہ ہوا کہ اللہ نے اپنے بندوں پر یہ فرض کیا ہے کہ وہ اپنی زبان، ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ، شرمگاہ غرضیکہ تمام تر اعضاء کو، اپنے ظاہر و باطن کو اپنے جسد و قلب کو حرام میں مبتلا ہونے سے روکے رکھیں۔ تا کہ اپنے رب کی رضا حاصل کر سکے اور اس کی ناراضگی اور عذاب سے بچ سکے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی کسی انسان کے دِل پر اُس شائبہ تک گزرا، اگر تم چاہو تو یہ (آیت) پڑھ لو کوئی جان ایسی نہیں جو یہ جانتی ہو کہ (اللہ نے) اُن کے لیے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چُھپا رکھی ہے۔'' (صحیح البُخاری)

پس ہمیں رمضان مبارک سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں اپنی ساری ہی زندگی اُن چیزوں سے روزے میں رہنا ہے جن سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس مستقل روزے کے ذریعے ہم نے اپنی آخرت میں عظیم خوشی حاصل کرنے کی تیاری کرنی ہے، اسی تیاری کی فِکر دِلوں اور روحوں کے مُربی ﷺ نے اِن الفاظ میں دی ، جب اُن سے کسی نے قیامت کے قائم ہونے کے بارے میں سوال کیا تو اِرشاد فرمایا ((وَمَاذَا أَعۡدَدۡتَ لَهَا))''تُم نے قیامت کے لیے کیا تیار کر رکھا ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے یہاں یہ بیان فرمایا کہ انسان اپنی دُنیاوی زندگی میں یہ قدرت رکھتا ہے کہ اپنی آخرت کی دائمی زندگی کے لیے تیاری کر لے۔ اللہ کرے کہ ہم اُس کی برکتوں والے مہینے رمضان سے ملنے والے اِن اَسباق کو سمجھ لیں اور ان کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کر کے اللہ سے ملیں اور اُس کی تیار کردہ عظیم خوشیوں کو حاصل کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ راولپنڈی میں رہائش پذیر مغل مرزا فیملی کو اپنے بیٹے، رفیق تنظیم ، عمر 37 سال، تعلیم ایم ایس سی، برسر روزگار، نابینا کے لیے دینی مزاج کی ترجیحاً راولپنڈی سے تعلق رکھنے والی میٹرک / ایف اے لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0315-5149291

20

حضورِ رسالت — 10 — (IV)

ملوکیّت سراپا شیشہ بازی است
ازو ایمن نہ رومی ، نے حجازی است
حضورِ تو غمِ یاراں بگویم
باُمّیدے کہ وقتِ دل نوازی است!

ترجمہ نظامِ ملوکیت سراسر دھوکا دہی اور دکھاوا ہے۔ اس سے نہ کوئی رومی اور نہ حجازی بچ سکتا ہے۔ میں آپ ﷺ کے آگے دوستوں کا غم بیان کررہا ہوں اس امید پر کہ یہ دلوں کو تسلّی دینے کا وقت ہے۔

تشریح اے طبیبِ اُمت ﷺ! آج نظامِ خلافت کے خاتمے پر دنیا میں (برطانیہ سمیت) جو نظامِ بادشاہی و ملوکیت ٹھونسا گیا ہے (چاہے مسلمان ممالک ہوں چاہے غیر مسلم) وہ سراپا ــــ اوّل تا آخر شعبدہ بازی ہے اور دھوکہ دہی کا دوسرا نام ہے اور اس نظام کی قباحتوں اور چیرہ دستیوں سے نہ یورپی (رومی) محفوظ ہیں اور نہ حجازی (مسلمان)۔ اور یہ سب اس لیے ہو رہا ہے کہ مسلمان اُمت آپ ﷺ سے بیگانہ ہوکر مغربی آقاؤں کے قدموں اور اشاروں میں اپنا مستقبل اور اپنی حکومتوں کا مستقبل محفوظ سمجھ رہی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اے سیدالانبیا ﷺ! میں نے اپنا غم آپ ﷺ کے سامنے اس لیے رکھ دیا ہے کہ غم بیان کردینے سے بھی اس کا بوجھ دل سے اُتر جاتا ہے اور کوئی پاس بٹھا کر کسی غم زدہ آدمی کی غم کی داستان توجہ سے سن لے اور دو حرف تسلی کے کہہ دے تو اس سے بھی غم ہلکا ہو جاتا ہے۔ عصرِ حاضر میں مغربی منحوس تہذیب و فکر کا حاصل بادشاہی اور جمہوری حکومت ہیں مگر جمہوری حکومتی نظام بھی دراصل اقتدار کے مہروں کو مختصر عرصے بعد بدلتے رہنے کا نام ہے اور جہاں مستقل اپنی DICTATED POLICY کا تسلسل درکار رہے وہاں خاندانی بادشاہت ہے جہاں گزشتہ سات عشروں میں آٹھ بھائی آئے یا ابلیسی استعمار کا عالی دماغ برطانیہ ہے جہاں سات آٹھ عشروں سے ایک ملکہ بیٹھی ہے تاکہ پالیسیوں کا تسلسل نہ ٹوٹے۔ العیاذ باللہ۔ (کلیاتِ اقبال، اردو، ص 649) ؎

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر

حضورِ رسالت — 10 — (V)

تنِ مردِ مسلماں پایدار است
بنائے پیکر او استوار است
طبیبِ نکتہ رس دید از نگاہش
خودی اندر وجودش رعشہ دار است!

ترجمہ و تشریح تن و توش اور جسمانی صحت میں آج کا انسان (اور اس میں مغربی تہذیب کے دلدادہ مسلمان بھی) صف اوّل میں شامل ہے، مگر حقیقتِ انسانی کا عکاس، ضمیر، CONSCIENCE، خودی، روح، روحانیت کہاں ہیں؟ نہیں معلوم۔ ضمیر زندہ ہو تو انسان انسان کہلانے کا مستحق ہے ورنہ وہ حیوانیت کی سطح پر گرجاتا ہے۔ مغربی استعمار کی کاسہ لیسی کرکے اور مسلمانوں کے مفاد اور دینی تقاضوں کے مطابق آزادی حاصل کرنے کے لیے منحوس برطانوی صہیونی استعمار کے خلاف علمِ بغاوت بلند نہ کرکے آج مسلمان بھی 'مردہ ضمیر' ہوچکے ہیں ان کی خودی مرچکی ہے وہ چلتے پھرتے انسان ہیں مگر ان کا وجود اپنی خودی اور ضمیر کی زندہ لاش سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ وہ چلتی پھرتی خودی اور ضمیر کی قبریں ہیں ان سے کسی معقول انسانی رویّے کی توقع ہی فضول ہے۔

جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کا ایک معتدبہ حصہ ایسا ہے کہ جس میں عملی کوتاہی کے باوجود ایمان باللہ، عشقِ رسول ﷺ اور دین کے لیے اسلام کے خلاف باتوں پر نہی عن المنکر بالقلب کا عنصر موجود ہے۔ اُمتِ مسلمہ کی بیچارگی یہ ہے کہ مغربی بالادست صہیونی استعمار نے گزشتہ دو صدیوں سے بالعموم اور ایک صدی سے بالخصوص اس اُمت کے بڑے حصے کو بُری طرح مفلوج کرکے اس کو موت سے دوچار کرنے کے اسباب کر رکھے ہیں اگر ابلیسی چالوں کے الٹا چل کر مسلمان زُعماء اس اُمت کو آگے بڑھائیں تو اس کی خودی کو دوبارہ 'امامت' کے بارگراں کے لیے تیار کیا جاسکتا ہے۔ ابلیس کی مجلسِ شوریٰ کے آخری حصّے میں ابلیس لعین (مغربی استعمار) امّتِ مسلمہ کے لیے جس بات پر اطمینان و مسرّت کا اظہار کر رہا ہے، ان بنیادوں کو دوبارہ بحال کرکے کام کیا جائے تو اچھے نتائج سامنے آسکتے ہیں۔ ؎

جانتا ہوں میں یہ اُمت حاملِ قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دیں
جانتا ہوں میں کہ مشرق کی اندھیری رات میں
بے یدِ بیضا ہے پیرانِ حرم کی آستیں
عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں
الحذر! آئینِ پیغمبرؐ سے سو بار الحذر
حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں
موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے
نے کوئی فغفور و خاقاں، نے فقیرِ رہ نشیں
کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف
مُنعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں!
چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں!
ہر نفس ڈرتا ہوں اس اُمت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتسابِ کائنات!
مست رکھو ذکر و فکرِ صبحگاہی میں اسے
پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے

افسوس کا مقام ہے کہ کئی مسلمان ممالک کو ڈیل آف دی سنچری کے ذریعے اسرائیل نے اپنے سامنے جھکا دیا ہے اور انہوں نے آہستہ آہستہ اسرائیل کو تسلیم کرنا شروع کر دیا ہے، اب فلسطینیوں کی بات کون کرے: رضاء الحق

فلسطین کے وزیر خارجہ ریاض مالکی نے انتہائی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ عالمی اداروں سے جو مطالبات ہم کئی دہائیوں سے کر رہے تھے اور ہمیں کہا جاتا رہا کہ یہ سب نہیں ہو سکتا، وہی سب کچھ یوکرائن کے معاملہ میں چند ہفتوں میں کیا: ڈاکٹر محمد عارف صدیقی

رمضان المبارک میں مسجد اقصیٰ پر صہیونی فورسز کی چڑھائی کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: مسجد اقصیٰ کے کمپاؤنڈ میں مسلمان نمازیوں پر صہیونی فورسز کی طرف سے فائرنگ کی گئی ہے اس کی کیا وجہ تھی؟

رضاء الحق: یہ 16 اپریل کا واقعہ ہے کہ مسجد اقصیٰ میں تہجد کے وقت اسرائیلی فوجیوں نے دھاوا بولا اور مسلمان نمازیوں پر بلا اشتعال فائرنگ کی۔ اس طرح کے واقعات (جن میں صہیونیوں کے مظالم ہوں) کو مغربی میڈیا ایک دوسرے انداز سے پیش کرتا ہے کہ پہلے وہاں سے راکٹ پھینکا گیا جس کے ردعمل میں فوجیوں نے حملہ کیا۔ یہ پہلی مرتبہ نہیں ہوا۔ پچھلے سال رمضان المبارک میں بھی اس طرح کا واقعہ ہوا تھا۔ اسی طرح 2019ء میں بھی اسرائیلی فوجیوں نے غزہ، مغربی کنارہ وغیرہ میں مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں کیں۔ اصل میں تاریخی پس منظر میں دیکھیں تو جن مقاصد کے لیے اسرائیل قائم کیا گیا تھا ان کو پورا کرنے کے لیے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ یہودیوں کا پروگرام ہے کہ خالصتاً یہودی قومی ریاست قائم کرنے کے لیے مسلمانوں کا وہاں سے خاتمہ کیا جائے۔ بالفور ڈکلیریشن کے بعد اسرائیل کی ناجائز ریاست وجود میں آئی اور 1967ء میں اس کی توسیع کی گئی، پھر کیمپ ڈیوڈ اور اوسلو کے معاہدوں کی آڑ میں انہوں نے مزید مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی۔ یہاں تک کہ 2017ء میں انہوں نے جیوش نیشن لاء لاگو کر دیا جس کے مطابق صاف کہہ دیا گیا کہ اسرائیل صرف صہیونیوں، یہودیوں کی ریاست ہوگی باقی، سب دوسرے درجے کے شہری ہوں گے۔ اس کو (بڑے پیمانے پر صفائی) کہتے ہیں۔ چونکہ مغربی میڈیا میں صہیونی اثر ورسوخ زیادہ ہے لہٰذا صہیونی جو بھی کریں مغربی میڈیا ان کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ مسلمانوں کی نسل کشی سمیت وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں اصل مقصد گریٹر اسرائیل کا قیام ہے اس کے لیے وہ مسجد اقصیٰ کو گرانا چاہتے ہیں۔ ان کے علماء، سیاستدانوں اور عسکری اسٹیبلشمنٹ کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ پھر انہوں نے ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا ہے جو 70ء مسمار کر دیا گیا تھا۔ پھر اس سے آگے بڑھ کر انہوں نے گریٹر اسرائیل قائم کرنا ہے جہاں پر ان کے مطابق ان کا مسایاح آکر

مرتب: محمد رفیق چودھری

حکومت کرے گا۔ ان کی مذہبی کتابوں میں یہ سب کچھ لکھا ہوا ہے یہ کوئی افسانوی کہانی نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں دجال کے بارے تفصیلی ذکر موجود ہے۔ جو مسلمانوں کی توجہ بھی اسی طرف مبذول کرتا ہے۔

سوال: روس یوکرائن پر حملہ کرتا ہے تو پورا یورپ اور امریکہ یوکرائن کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن دوسری طرف فلسطین میں مسلمانوں پر مظالم کی انتہا ہے، ان کی نسل کشی ہو رہی ہے جو نسل در نسل چل رہی ہے۔ ان کا ساتھ نہ کوئی مسلمان دے رہا ہے اور نہ مغرب اس پر بولتا ہے۔ آپ کے خیال میں دنیا کے یہ دہرے معیارات کیوں ہیں؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: یہ مذہبی جنگ ہے جس میں مسلمان عرصہ سے پس رہے ہیں۔ موجودہ دور میں جنگیں میدان جنگ کی بجائے دماغ میں زیادہ لڑی جاتی ہیں۔ اس دور میں جہاد کو فساد، آزادی پسندوں کو دہشت گرد اور دہشت گردوں کو آزادی کے ہیرو قرار دیا جاتا ہے۔ اس وقت یوکرائن میں یہی ہو رہا ہے۔ یوکرائن نے پہلے خود چھیڑ خانی کی، اس نے وہاں نیٹو کو جگہ دی کہ وہ روس کے اوپر پریشر بلڈ کر سکے۔ اس میں اصل مجرم یوکرائن ہی ہے لیکن اس کے باوجود امریکہ اور یورپ نے یوکرائن کی اخلاقی اور فزیکل امداد کی۔ یہاں تک مدد کی کہ باقاعدہ رائل آرمی کی یونیفارم میں فوجی اپنے تئیں مقدس جنگ لڑنے کے لیے یوکرائن کی طرف روانہ ہوئے۔ پھر اسی طرح شاہی خاندان کے کچھ لوگوں نے وہاں جا کر لڑنے کا ارادہ ظاہر کیا اور ان تمام لوگوں کو مقدس جنگ کے ہیروز کہا گیا۔ پھر یوکرائن کی جانب سے پوری دنیا کو پیغام دیا گیا کہ یہاں اپنے وسائل لے کر آؤ اور روس جیسے عفریت کے خلاف ہمارا ساتھ دو۔ اس کے بعد روس کے ساتھ تجارتی سرگرمیوں، اس کے میڈیا اور بیانیہ پر پابندیاں عائد کر دی گئیں۔ گویا یوکرائن کے معاملے پر یورپ 70 دنوں میں ہی بلبلا اُٹھا ہے جبکہ فلسطینی مسلمان 70 سالوں سے یہ سب کچھ بھگت رہے ہیں۔ فلسطین کے وزیر خارجہ ریاض مالکی نے انتہائی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ عالمی اداروں سے جو مطالبات ہم کئی دہائیوں سے کر رہے ہیں اور ہمیں کہا جاتا رہا ہے کہ یہ سب نہیں ہو سکتا وہی سب کچھ یوکرائن کے معاملہ میں چند ہفتوں میں کیا۔ یقیناً یہ دنیا کا دہرا معیار ہے۔ میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ اقوام متحدہ ایک ایسی ڈمی ہے جو صہیونی مفادات کے لیے کام کرتی ہے مسلمانوں کو اور چھوٹے ممالک کو یہ بطور Puppet استعمال کرتی ہے۔ یہ کشمیر، فلسطین، میانمار، شام، لیبیا وغیرہ کے معاملات میں کبھی نہیں جاگے گی، البتہ سوڈان، ایسٹ تیمور یا یوکرائن کے معاملے میں یہ سارے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ یوکرائن دنیا کا دوسرا ملک ہے جس کا صدر اور وزیر اعظم دونوں یہودی ہیں حالانکہ وہاں پر آبادی زیادہ عیسائیوں کی ہے تو انہیں ایسا اچھا ملک کہاں سے مل سکے گا کہ حکمران یہودی ہوں اور تمام کے تمام وسائل یہودی مفادات کے

لیے استعمال کریں۔ دنیا کا یہ دہرا معیار ہمارے مسلم قائدین کو نظر نہیں آرہا، عربوں کو دیکھ لیں ان کو تو اپنے کھوئے ہوئے کزن مل گئے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ جو ابراہیم اکارڈ ہوا ہے اسی کو ہی فالو کر لیتے تاکہ فلسطینیوں پر اسرائیل کا دباؤ کم ہو جاتا۔ اس معاملے میں عربوں کی طرف سے صرف مذمتی بیان آ گیا لیکن مذمتی بیانوں سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ اصل میں متحد ہو کر مزاحمت کرنا ضروری تھا۔ یوکرائن کے معاملے میں پوری دنیا روس کے خلاف تھی لیکن اس نے واضح پیغام دیا کہ اگر تم لوگوں نے اس معاملے میں مداخلت کی تو ایٹمی ہتھیار استعمال کروں گا۔ یعنی اس نے وارن کیا جس کے نتیجے میں دنیا اس کی طرف نہیں بڑھ رہی۔ لیکن مسلم دنیا کی یہ پوزیشن نہیں ہے حالانکہ ہمارے پاس ایٹم بم، میزائیل، ڈرونز وغیرہ سب کچھ ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم سب اکٹھے ہو کر واضح پیغام نہیں دے سکتے جس کی سزا فلسطینی بھگت رہے ہیں۔

سوال: گزشتہ رمضان میں بھی یہودیوں نے فلسطینیوں پر حملے کیے تھے اور اس سال بھی کیے ہیں۔ اس ایک سال میں کئی مسلمان ممالک نے اسرائیل کو تسلیم کیا ہے کیا اب بھی ان ممالک کی آنکھیں نہیں کھل جانی چاہئیں؟

رضاء الحق: صہیونیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی نسل کشی کے باوجود اسرائیل سے تعلقات بڑھانا مسلم حکمرانوں کے لیے انتہائی شرمناک ہے لیکن یہ عمل 1967ء کی جنگ کے بعد شروع ہو گیا تھا، صرف 1974ء کی چھ دن کی جنگ میں تھوڑی سی کوشش ہوئی تھی لیکن اس میں بھی ناکامی ہوئی تو پھر مسلمان بالکل ہی بیٹھ گئے۔ قرآن مجید میں مسلمانوں کے لیے خارجہ پالیسی کے اصول بتا دیے گئے ہیں اور یہودیوں کے ساتھ تعلقات کیسے ہونے چاہئیں اللہ نے ہر چیز کھول کر بتا دی۔ اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے:

﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ﴾ (المائدہ: 82) ''تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔''

یعنی یہودیوں کو پہلے اور مشرکین کو بعد میں رکھا گیا ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں اسرائیل کا اثر و رسوخ ہے۔ دنیا کے ہر کونے میں یہودی لابی موجود ہے جو وہاں کے سیاسی اور معاشی معاملات میں بہت اثر رکھتی ہے۔ دنیا کی تقریباً ساری معیشت ان کے کنٹرول میں ہے۔ علامہ اقبال نے 1905ء میں کہا تھا:

فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے

اس وقت فرنگ کا امام برطانیہ تھا اور آج امریکہ ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ انہیں ڈیل آف دی سنچری کے ذریعے اسرائیل نے اپنے سامنے جھکا دیا ہے اور انہوں نے آہستہ آہستہ اسرائیل (صہیونی ریاست) کو تسلیم کرنا شروع کر دیا ہے۔ بہرحال جو بصیرت رکھتے ہیں ان کی آنکھیں کھولنے کے لیے حالیہ واقعہ کافی ہے لیکن جو سیکولر ہیں اور اسرائیل کے ساتھ دوستی چاہتے ہیں اور صہیونیوں اور صلیبیوں کو خوش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو وہ اس چیز کو اہمیت دیتے ہی نہیں۔

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: آج سے آٹھ دس سال پہلے اسرائیل کو ایک غاصب ریاست سمجھا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ صہیونیوں کو وہاں سے نکلنا چاہیے لیکن ٹرمپ کے آخری سال یہ بحث تبدیلی ہو گئی۔ جب اس

> اہل بصیرت واہل ایمان کی آنکھیں کھولنے کے لیے فلسطین کا حالیہ واقعہ کافی ہے لیکن جو سیکولر ہیں اور اسرائیل کے ساتھ دوستی چاہتے ہیں اور صہیونیوں اور صلیبیوں کو خوش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہے

نے بیت المقدس کو اسرائیل کا دارالخلافہ قرار دے دیا تو پوری دنیا کا بیانیہ تبدیل ہو گیا۔ پہلے تو یہ بحث چل رہی تھی کہ اسرائیل ایک ناجائز ریاست ہے اس کا وجود ہی غیر قانونی ہے لیکن اب یہ بحث چل رہی ہے کہ بیت المقدس اسرائیل کا دارالخلافہ ہونا چاہیے یا نہیں حالانکہ مسلمان حکمرانوں کو یہ سوچنا چاہیے کہ اسرائیل کے خلاف متحد ہو کر ایک بیانیہ دیں۔ لیکن یہودیوں نے منظم منصوبہ بندی، کمیونیکیشن اور مائنڈ میکنگ کے ذریعے پوری دنیا سے اپنا وجود تسلیم کروا لیا۔ حتیٰ کہ ہم مسلمان بھی اپنے اصل موقف سے پیچھے ہٹ گئے۔

سوال: صہیونی قوتیں مسلمانوں کو رمضان ہی میں کیوں ٹارگٹ کرتی ہیں اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: اس پر کلام کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ اس رمضان میں قرآن پاک جلایا گیا، کشمیر اور مدھیا پردیش میں اسی ماہ میں جو کچھ ہوا وہ شرمناک ہے۔ رمضان ہمارے لیے برکتوں والا مہینہ ہے اور اس میں مسلمان روحانیت ترقی کے لیے کوشاں ہوتا ہے۔ اس میں دشمن طاقتیں ہمارا ٹمپریچر چیک کر رہی ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ امریکی صدر سے کہا گیا تھا کہ رمضان میں جنگ بند کر دینی چاہیے تو اس نے کہا تھا کہ مسلمانوں نے غزوۂ بدر بھی رمضان میں لڑی تھی۔ یعنی انہیں یاد ہے ہمیں یاد نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ آ گیا، اب ہم نے کام کوئی نہیں کرنا بلکہ چند وظائف اور عبادات کرنی ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کی تاریخ دیکھیں تو رمضان میں جنگیں لڑی گئیں۔ غزوۂ بدر اور فتح مکہ دونوں رمضان میں ہوئے اس کے علاوہ تقریباً 16، 17 بڑے واقعات رمضان میں ہوئے۔ دشمن طاقتیں مسلمانوں کے ہر مقدس دن کے موقع پر کوشش کرتی ہیں کہ مسلمانوں کو للکاریں۔ صدام حسین کو عیدالاضحیٰ کے دن پھانسی دی گئی تھی اور انہیں کہا گیا کہ اس پھانسی کے دن کو ایک دن آگے یا پیچھے کر لیا جائے لیکن انہوں نے جان بوجھ کر یہ دن سلیکٹ کیا تاکہ مسلمانوں کو چیلنج کیا جائے۔ پرانے زمانے میں جب جنگیں ہوتی تھیں تو پہلے بڑے شہسوار مبارزت طلب کرتے تھے اور لڑتے تھے۔ آج یہودی، ہندو اور صلیبی مسلمانوں کے بڑے دنوں پر کارروائی کرتے ہوئے مبارزت پیش کرتے ہیں کہ کیا تم میں دم خم ہے تو جواب دو۔ مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ اگر رمضان کے مہینے میں بھی غیرت نہیں جاگ رہی تو اس کا مطلب ہے کہ باقی دنوں میں جو مرضی کر لو۔ بہرحال یہ ان کی خاص سٹریٹیجی کا حصہ ہے کہ مسلمانوں کی کمزوری اور بے بسی کو اتنا اجاگر کیا جائے کہ یہ کوئی جوابی کارروائی نہ کر سکیں۔ جس طرح یہودی دجال کا انتظار کر رہے ہیں اسی طرح مسلمان بھی امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کا انتظار کر رہے ہیں اور انہی مباحث میں لگے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اسلام تو غالب آنے کے لیے آیا ہے، اس کے لیے جنگ کرنے کا حکم ہے بلکہ دشمن کو مارنے کا حکم ہے لیکن آج مسلمان اپنی کمزوری کا رونا روتا ہے۔ پھر یہ کہ ابراہیم علیہ السلام سے لے کر آج تک یہ نظریات کی جنگ تھی اور قیامت تک حق و باطل کے مابین نظریات کی جنگ ہی رہی ہے۔ کفار اور مشرکین اپنے مخالف کسی بھی نظریے کو جنم لیتا، پنپتا، ترقی کرتا نہیں دیکھ سکتے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ اکانومی میں ترقی کرو گے تو کامیاب ہو گے حالانکہ قرآن پاک تعداد یا معاشی ترقی کی بات نہیں کرتا بلکہ قرآن تقویٰ اور ایمان کی بات کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہلکے ہو یا بوجھل اللہ کی راہ میں نکلو۔ وہ کہتا ہے کہ تیاری کرو، اسباب کو نظر انداز مت کرو۔ لیکن اپنے ایمان کو ہمیشہ تازہ کرتے رہو۔

سوال: یروشلم تینوں ابراہمک مذاہب (یہودیت،

عیسائیت اور مسلمانوں) کے لیے مقدس ترین مقام ہے لیکن جتنا یہ مقدس ہے اتنا ہی یہ متنازع بھی بن گیا ہے۔ کیا اس سارے تنازع کا کوئی منصفانہ حل ہے اور وہ کیا ہے؟

رضاء الحق: قرآن مجید اور احادیث کو سامنے رکھیں تو یہی پتا چلتا ہے کہ بالآخر بزورِ شمشیر ہی یہ معاملہ حل ہوگا۔ یقیناً ہمیں اس کے لیے تیاری کرنی ہوگی اور اسوۂ رسول ﷺ کی روشنی میں تیاری کرنی ہوگی ۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی جدوجہد میں بہترین اسوہ چھوڑا ہے ۔ پہلے نظریہ تھا، پھر دعوت تھی، پھر لوگوں کی تنظیم سازی تھی، آپ ﷺ نے لوگوں کی ایمانی قوت کو بڑھایا یہاں تک کہ وہ اس پوزیشن میں پہنچ گئے کہ وہ باطل کو کھلے عام چیلنج کر سکتے تھے پھر انہوں نے چیلنج کیا۔ یقیناً ان سب مراحل سے گزرنا ہوگا۔ احادیث میں حضرت مہدی کی آمد کی پیشین گوئیاں موجود ہیں ۔ حدیث کے مطابق دجال نے شام کے محاذ پر حضرت مہدی اور ان کے لشکر کا گھیراؤ کیا ہوگا اور پھر ان کی مدد کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے ۔ دجال سے ہماری مراد ریاست اسرائیل ہے۔ پچھلے دنوں انہوں نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا یوٹیوب چینل بند کر دیا۔ آخر وہ اس چینل سے اتنے خوفزدہ کیوں ہیں؟ دراصل ڈاکٹر صاحب خلافت کا نام لیتے تھے اور خلافت کا نام صرف یہودیوں اور ہندوؤں کے لیے خطرے کی علامت نہیں بلکہ اس نام سے بعض نام نہاد مسلمان طبقات بھی خوف زدہ ہیں۔ خاص طور پر جن کی بادشاہتیں ہیں خلافت کے نام سے کانپتے ہیں۔ پھر مستقبل کے حوالے سے احادیث میں جو پیشین گوئیاں ہیں انہیں معلوم ہے کہ وہ رونما ہونی ہیں۔ یہاں خراسان سے کالے جھنڈے لے کر فوجیں جائیں گی اور ایلیا میں نصب کریں گی۔ چنانچہ ان دو چیزوں کی بنیاد پر وہ ہر ایسی آواز کو ٹارگٹ کرتے ہیں جو مسلمانوں کو جگانے اور ان کی عظمت رفتہ کی یاد دلانے کی کوشش کرتی ہے۔ وہ چاہتے کیا ہیں؟ سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے
﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط﴾ (البقرہ: 120) ”اور (اے نبیﷺ! آپ کسی مغالطے میں نہ رہیے) ہرگز راضی نہ ہوں گے آپ سے یہودی اور نہ نصرانی جب تک کہ آپ پیروی نہ کریں ان کی ملت کی۔“

یعنی بالکل ان کی طرح ہو جاؤ گے تو وہ تم سے خوش ہو جائیں گے ۔ یہ دو ریاستی حل اور فلاں حل یہ سارے ڈھکوسلے ہیں۔ اصل میں مسلمانوں کو دیکھنا چاہیے کہ اسرائیل کی ریاست ہی ناجائز ہے، اس کا خاتمہ ضروری ہے ۔ کیونکہ ارض مقدس مسلمانوں کے لیے ہے ، وہ مغضوب علیہم کے لیے نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: اس کا منصفانہ حل یہ ہے کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو چابیاں دی گئی تھیں کہ یروشلم اب آپ کے پاس ہے۔ تو اب یہ ہمارے پاس ہی ہونا چاہیے ۔ اس ارض مقدس کے حقیقی وارث مسلمان ہی ہیں۔ پھر سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے جب بزورِ شمشیر یروشلم حاصل کیا تو اس وقت بھی یہودیوں اور عیسائیوں کو وہاں سفر کرنے ، تجارت کرنے کی اجازت دی گئیں۔ لیکن جب یہ مسلمانوں سے چھن گیا تو ان پر کیا ظلم ڈھایا گیا۔ تاریخ دیکھ لیں کہ اگر یہ ارض مقدس تینوں مذاہب کے لیے مقدس ہے تو جائزہ لے سکتے ہیں کہ کس کے دور میں وہاں تمام لوگ پُرامن رہے اور ان کو ان کے حقوق ملے ۔ اور یہ صرف مسلمانوں کے دور میں ہی ممکن ہوا کہ وہاں تینوں مذاہب کے لوگ پُرامن تھے ۔ انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یروشلم مسلمانوں کو ملنا چاہیے اور یہ بزورِ شمشیر یعنی جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے اصول پر ہی ملے گا۔

سوال: ارض فلسطین اور مسجد اقصیٰ کی حفاظت صرف فلسطینی مسلمانوں کی ذمہ داری ہے یا امت مسلمہ کو بھی اس حوالے سے کچھ کرنا ہوگا؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: جب خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا تو انہوں نے مسلمانوں کو مختلف ریاستوں اور قومیتوں میں تقسیم کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے ہمارے دانشور یہ کہتے ہیں کہ ہم فلسطین کے حق میں کیوں آواز اٹھائیں، عربوں نے کشمیر کے معاملے میں کون سی آواز اٹھائی ۔ لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ عربوں نے کشمیر کے لیے کیا سٹینڈ لیا بلکہ ہم سے یہ پوچھا جائے گا تم نے فلسطین، سکیانگ، برما، کشمیر کے لیے کیا کیا۔ دشمن طاقتوں نے کمال ہوشیاری سے ہمیں جغرافیائی حدود میں بانٹ دیا اور خود وہ متحد ہو گئے۔ پورا یورپ یورپی یونین بن گیا۔ بہرحال مسلمانوں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مسجد اقصیٰ ہمارا قبلہ اول ہے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اس کی طرف منہ کر کے سولہ ماہ نمازیں پڑھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ معراج پر یہاں سے جاتے ہیں، آپ ﷺ یہیں پر امام الانبیاء بنتے ہیں۔ یہ ہماری وہ تیسری مقدس سرزمین ہے جس کی طرف سفر کرنا عبادت ہے۔ اس کی حفاظت نہ صرف مسلم حکمرانوں کی ذمہ داری ہے بلکہ مسلم عوام کی بھی ذمہ داری ہے ۔ ہم سب کو تعصب ، قومیت ،لسانیت ، فرقہ واریت بالاتر ہو کر مسجد اقصیٰ اور فلسطینیوں کی حفاظت کے لیے آواز اٹھانی چاہیے ورنہ روز قیامت ہم کیا منہ دکھائیں گے۔

سوال: رمضان المبارک میں انڈیا میں بھی مسلمانوں پر ظلم وستم ہو رہے ہیں ۔ ایک امریکی رپورٹ کے مطابق انڈیا میں مسلمان انتہا پسند ہندوؤں کے ہاتھوں غیر محفوظ ہیں۔ انڈیا میں انتہا پسندوں کے حملے کیا رخ اختیار کرتے نظر آ رہے ہیں؟

رضاء الحق: مسلمانوں پر ظلم وستم کے معاملے میں انڈیا اسرائیل کا شاگرد ہے۔ کیونکہ انڈیا کی پولیس فورس اسرائیل کی آئی ڈی ایف سے ٹریننگ لیتی ہے، ان کے آپس میں کاؤنٹر ٹیررازم کے حوالے سے تعلقات ہیں حتیٰ کہ اسرائیل انڈیا کو اسلحہ اور میزائل شیلڈ مہیا کر کے دے رہا ہے۔ پھر کشمیر میں جو انڈیا نے وحشیانہ پن کا بازار گرم کیا ہوا ہے وہ بالکل اسرائیلی ماڈل کے طور پر ہے۔ پہلے ہم کشمیری مسلمانوں پر مظالم کی بات کرتے تھے اب پورے انڈیا کے مسلمانوں پر مظالم بڑھ چکے ہیں۔ اس میں ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہیے۔ قرآن کے فلسفہ کو سامنے رکھیں تو جہاں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہو ان کی مدد کرنا دوسرے مسلمانوں کا فرض بن جاتا ہے۔ جس دن خلافت عثمانیہ ختم ہوئی تھی اسی دن چالیس قومی ریاستیں وجود میں آ گئی تھیں اور ہم بکھر گئے۔ بہرحال کرنے کا کام یہی ہے کہ تمام مسلمان ممالک متحد ہو کر کوشش کریں تب جا کر کامیاب ہوں گے ۔ کیونکہ مالی لحاظ سے عرب ممالک مضبوط ہیں ساری دنیا ان کی طرف دیکھتی ہے۔ پھر عسکری لحاظ سے پاکستان اور ترکی مضبوط ہیں جن کے پاس اسلحہ اور فوجیں موجود ہیں لیکن سب متحد ہوں گے تب دشمنوں پر پریشر ڈال سکیں گے ورنہ بکھرے ہوئے ہوں گے تو شکست وریخت کا شکار ہوں گے۔

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: پورے 57 اسلامی ممالک کو متحد کرنا مشکل ہوگا لیکن اگر عربوں کی تیل کی دولت، ترکوں کا ویژن، ملائیشیا کی اکانومک ویژن، افغانوں کی گوریلہ فورس، پاکستان کے ایٹمی اور سٹریٹیجک اثاثے ایک ہو جائیں تو یہ سب مل کر ایک طاقتور اتحاد بن سکتا ہے جو دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکتا ہے۔

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

نہ کہیں لذتِ کردار نہ افکارِ عمیق

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

رمضان المبارک کا آخری عشرہ اللہ کے وعدوں کو سمیٹے رخصت ہوا۔ اس خاک کے پتلے کے اندر کی تاریکی اور ویرانی دور کر کے اسے نئے روحانی سال کے لیے نور عطا کرنے اور قرآن کی بہار سے گل و گلزار کھلا دینے کے سارے اسباب فراواں کیے جاتے ہیں۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے راہ رو منزل ہی نہیں!

ملکی روحانی فضا زیادہ دل خوش کن نہ تھی۔ سیاست سے اٹھتے دھوئیں نے، زبانوں سے اگلتے شعلہ بیان مقرروں والے جلسوں نے، ماحول میں چنگاریاں بھر رکھی تھیں۔ بڑے شہروں میں ہونے والے جلسوں میں سرِ شام قبل از افطار ہی جلسہ گاہوں میں ٹھٹھ لگنے شروع ہو جاتے رہے۔ نماز باجماعت، قرآن، اذکارِ مغفرت کے عشرے کے لوازم، قوتِ روحانی سمیٹنے کے اسباب کہاں تلاش کیے جاتے۔ مخلوط ڈی جے جلسوں میں؟ عشاء اور تراویح کا کیا تذکرہ۔ تاہم شیریں مزاری نے اسی تناظر میں یہ ستم ظریفانہ بیان داغا کہ عمران خان کے جانے پر 'اسلام دشمن' خوش ہیں! گزشتہ چند مہینوں میں جو اسلام (علاوہ از 'ریاستِ مدینہ' کی تکرار کے) متعارف کروایا جا رہا ہے۔ نت نئی اصطلاحیں ''زنگی (حبشی) کا نام کافور'' (سفید، گورا چٹا) نوعیت کی گھڑی جا رہی ہیں۔ حد شکن جلسوں پر 'امر بالمعروف' کے لہراتے بینر۔ اسی دوران موٹیویشنل تحریروں اور تقریروں والی ایک محترمہ نے یہ دیدہ دلیرانہ فرمان جاری کیا کہ ڈپریشن تو دماغ کو ہوتا ہے اور اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ... (دلوں کو اطمینان/سکون اللہ کی یاد سے ملتا ہے) والی آیت تو دل سے متعلق ہے۔ سو یہ ڈپریشن کا علاج نہیں ہے۔ اسی تسلسل میں یاد رہے کہ عمران خان صاحب نے روانی اور فراوانی میں تقریر فرماتے ہوئے دماغ کا محلِ وقوع سینہ اور دل کا ٹھکانہ سر (کھوپڑی) اشارہ کر کر کے بتایا تھا۔ اب جب ان کا دل اوپری منزل میں جا چکا اور دماغ نیچے اتر آیا تو سارا منظر نامہ الٹ پلٹ ہو جانے کی وجہ سمجھ آ جانی چاہیے۔

تعفن ہر طرف۔ چکرائے ہوئے اعصاب اور دل شکستگی کے عالم میں ہم نے اوسان بحال کرنے کو نئے پرانے پاکستان اور ریاستِ مدینہ کے جھوٹے سچے لیبل کے مخمصے سے نکلنے کو سیرتِ نبوی ﷺ پر ایک کتاب اٹھائی۔ وہاں اصل منظر ایک اسلامی معاشرے کی جگمگاتی تصویر لیے فریب اور دجل، انتشار اور افتراق کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دینے کو بہت کافی تھا۔ آیئے آپ بھی ماحولیاتی آلودگی کی اس دھند سے نکل کر ریاست مدینہ کے الصادق والامین حکمران محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاں امانت و دیانت کے پیمانے دیکھیے۔ قیامت تک کے لیے کسوٹی یہی ہے: رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنوسُلیم کی زکوٰۃ پر ایک آدمی کو عامل (افسر) بنایا جسے ابن لتبیہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ وہ زکوٰۃ وصول کر کے واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے حساب مانگا۔ وہ بولا: ''یہ رہا آپ کا مال اور یہ (میرے) تحائف ہیں۔'' نبی ﷺ نے ناراض ہو کر فرمایا: ''تم واقعی ان تحفوں کے حقدار تھے تو اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھ رہے کہ یہ تحفے تمہیں وہاں پہنچ جاتے؟'' پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے خطاب کیا اور فرمایا: ''اللہ نے مجھے جن امور کا ذمہ دار بنایا ہے، ان میں سے کوئی کام مَیں ایک آدمی کے سپرد کرتا ہوں۔ (یاد رہے کہ آپ ﷺ نبی اور حکمران بنا کر بھیجے گئے تھے زمین پر تمام شعبہ ہائے زندگی کے احکام الٰہی نافذ کرنے کے لیے۔ قرآن صرف تلاوت، یا مُردے بخشوانے کی کتاب نہ تھی، تعلیم و تربیت، تزکیے اور دنیا پر اللہ کے دین کو نافذ کرنے کا آئین ہے!) وہ آدمی کام نمٹا کر آتا ہے اور کہتا ہے: ''یہ رہا آپ کا مال اور یہ تحائف ہیں جو مجھے پیش کیے گئے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھ رہا کہ یہ تحفے اُسے وہاں پہنچتے؟ واللہ! تم میں سے جو کوئی ایک چیز ناحق قبول کرے گا وہ روزِ قیامت اُس شے کا بوجھ کندھوں پر اٹھائے اللہ کے روبرو آئے گا۔ مَیں اس شخص کو ضرور پہچان لوں گا جو ایک بلبلاتا اونٹ یا ڈکراتی گائے یا ممناتی بکری (آج کی بولتی گھڑیاں، لینڈ کروز، بی ایم ڈبلیو وغیرہ وغیرہ) کندھوں پر اٹھائے اللہ کے دربار میں آئے گا''۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ بلند فرمائے...... اور پکارا: ''اے اللہ! کیا مَیں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا؟'' راوی کہتا ہے کہ میری آنکھ نے دیکھا اور میرے کان نے (یہ پیغام) سنا۔ (بخاری، مسلم) ہم گواہ ہیں کہ یہ پیغام حرف حرف سیّدنا ابوحُمید ساعدی ؓ کی روایت سے ہم تک پہنچ کر اتمام حجت کر چکا۔ یہ معیار ہے ''ریاستِ مدینہ'' (کل اور آج) کے ہر حاکم، والی، عامل سول ملٹری ملازم کے لیے!

رمضان المبارک اللہ کے دربار میں ہمیں تنہا بے یار و مددگار بلا حاجب و ترجمان حاضری، تلاوتِ قرآن اور تراویح میں سماعتِ قرآن کے ذریعے یاد دلاتا ہے۔ ہماری تعلیم میں ہر شعبۂ زندگی کے اوامر و نواہی کو (مذکورہ حدیث کی مانند) نصاب بنا کر اُمت کے افراد کے اندر اتارنا فرض ہے۔ اور یہی حکومتوں کا قرض ہے جو ادا نہ ہوتے رہنے سے آج ہم سرتاپا بدعنوانیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ تحائف کے پردے میں رشوت سکہ رائج الوقت ہے۔ آخرت پر ایمان وینٹی لیٹر پر ڈالے جانے کی حالت کو پہنچا ہچکیاں لے رہا ہے۔ اور گلے پھاڑ پھاڑ کر ہر ایک اپنی امانت و دیانت کے خود ہی قصیدے بیان کرتا ہانپ رہا ہے! (یہ قصہ 74 برس پر محیط ہے، الا ماشاء اللہ!) یاد رہے کہ 'توشہ' کے معنی زادِ راہ کے بھی ہیں۔ قرآن یاد دلاتا ہے: ''زادِ راہ ساتھ لے لو۔ اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔'' تقویٰ؟ ہر خوف سے بڑھ کر اللہ کا خوف۔ اُس کے حضور حاضری اور جواب دہی کا خوف۔ یہ ہے توشہ، جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کیے۔

قرآن و سنت کی روحانی تربیت بروئے کار لا کر رکھے جانے والے روزے اور راتوں میں تراویح پچھلے تمام گناہوں کی معافی کا وعدہ لیے ہیں۔ مگر پورا ملک رب تعالیٰ کی حکم عدولی بھرے جلسوں کے مناظر دکھا رہا ہے۔ توشہ، توشہ کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ دنیا کی رسوائی کا خوف تو ہے، آخرت کے مناظر پیشِ نظر نہیں ہیں۔

اسلام میں عوام کے مال (قومی اثاثہ جات/خزانہ) کا تقدس اتنا بے پناہ ہے کہ خلافت راشدہ کے واقعات نگاہ خیرہ کن ہیں۔ حکمرانوں کی امانت و دیانت انسانی

تاریخ میں بے مثل ہے۔ امیر المومنین کے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ نے اپنا اونٹ رفاہی چراگاہ میں چرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ جب وہ موٹا ہو گیا تو بازار بیچنے کے لیے گئے۔ سیدنا عمرؓ کو خبر ہوگئی۔ حکم دیا کہ اپنے اونٹ کی اصل قیمت لے لو اور منافع مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کروا دو کیونکہ چراگاہ رفاہ عامہ کی ملکیت تھی اور تم امیر المومنین کے بیٹے ہو! سیدنا عمرؓ کے پاس بحرین سے کستوری اور عنبر آیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میری تمنا ہے کہ بہترین وزن کرنے والی کوئی عورت مل جاتی تو خوشبو تول دیتی اور میں اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیتا۔ آپ کی بیوی عاتکہؓ نے کہا کہ میں بہت اچھا وزن کر دیتی ہوں مجھے دیجیے۔ سیدنا عمرؓ نے فرمایا: نہیں! مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم ہاتھ میں لگی ہوئی خوشبو کو سر اور گردن پر نہ لگا لو اور میں اس طرح دیگر مسلمانوں سے زیادہ حصہ نہ پا جاؤں! انہیں ادنیٰ ترین شبہ اللہ کے ہاں احتساب سے ڈراتا ہے۔ وہاں نیب عدالتیں ان کے ضمیروں نے زیادہ کڑی لگا رکھی تھیں! روم سے جنگ بندی کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنے قاصدوں کو ڈاک دے کر شاہِ روم کے پاس بھیجا۔ اس ڈاک کے ساتھ آپ کی زوجہ اُمّ کلثومؓ (بنت علیؓ ابن ابی طالب) نے ملکۂ روم کو خوشبو اور کچھ زیورات کا ہدیہ بھیجا۔ ملکہ روم نے قاصد کی واپسی پر اُمّ کلثومؓ کو قیمتی ہار بطور ہدیہ بھیجا۔ سیّدنا عمرؓ نے قاصد کو ہدیہ دینے سے روک دیا۔ لوگوں کو بلوایا۔ دو رکعت نماز پڑھائی اور پورا واقعہ مشورہ طلب کرنے کو عوام کے سامنے رکھ دیا۔ لوگوں نے اسے حضرت اُمّ کلثومؓ (خاتونِ اوّل) کا حق قرار دیا کیونکہ ان کے ذاتی ہدیے کے بدلے میں یہ تحفہ آیا تھا۔ سیدنا عمرؓ نے فرمایا: قاصد تو تمام مسلمانوں کا تھا اور خاص انہی کی ڈاک لے کر گیا تھا۔ چنانچہ آپ نے وہ ہدیہ بیت المال (توشہ خانے!) میں جمع کروا دیا اور اُمّ کلثومؓ کو ان کی خرچ ہوئی رقم کا عوض دے دیا! یہاں ہار اور گھڑیوں کے افسانے ملاحظہ ہوں!

یہ ہے ریاست مدینہ کا حقیقی ماڈل۔ نیچے حکومتی اہلکاروں اور عوام میں خیانت اسی وقت اترتی ہے جب خود حاکم خزانے پر دست درازی کرتا ہے۔ خلفائے راشدینؓ کے ہاں اپنے گھر والوں پر حکومتی اموال اور مناصب کے حوالے سے بے پناہ سختی تھی۔ اللہ کے حضور جوابدہی کے خوف نے پوری مملکت کو عدل وانصاف اور معاشی استحکام عطا کر رکھا تھا۔ سیدنا علیؓ نے حضرت عمرؓ بارے یہ گواہی دی: ''آپؓ پاک دامن رہے اس لیے آپؓ کی رعایا بھی پاک دامن رہی، اگر آپؓ حکومت کا مال کھاتے تو رعایا بھی کھاتی۔'' یہاں ہر حکومت کے جانے کے بعد راز کھلنے لگتے ہیں تو سبھی کے شفافیت کے دعوے دھرے رہ جاتے ہیں۔ ابھی تو صرف فرح بی بی اور بزداری سلسلے وا ہوئے ہیں۔ توشہ خانے سے امانت ودیانت کا ایکسرے ہاتھ آیا ہے۔ لائقِ افسوس تو قوم کی کھوکھلی جذباتیت ہے۔ 'کتا کان لے گیا' والی حکایت کے مصداق ریوڑ بن کر نعروں پر بے سوچے سمجھے دوڑ لگا دینے کی ہے۔ ایمان وایقان، فہم وتدبر سے عاری سوشل میڈیا کے اسیر!

نہ کہیں لذتِ کردار نہ افکارِ عمیق! ......
معجزوں کا انتظار کیجیے۔ ❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(13 تا 20 اپریل 2022ء)

بدھ (13 اپریل) کو مرکزی اسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (15 اپریل) کو جامع مسجد شادمان ٹاؤن، کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ Q.TV پر دورہ ترجمہ قرآن کر رہے ہیں۔

بدھ (20 اپریل) کو Superior یونیورسٹی لاہور کے زیر اہتمام آن لائن سیشن میں گفتگو کی۔ بعد ازاں سوال وجواب بھی ہوئے۔

نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

پریس ریلیز 6 مئی 2022ء

آئی ایم ایف کے پروگرام کو بے چون وچرا تسلیم کر لینا قومی سلامتی کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔

شجاع الدین شیخ

آئی ایم ایف کے پروگرام کو بے چون وچرا تسلیم کر لینا قومی سلامتی کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ سابقہ حکومت نے جب آئی ایم ایف کے پروگرام سے اتفاق کیا تھا تو ہم نے اُس پر شدید تنقید کی تھی۔ موجودہ حکومت اُس وقت متحدہ اپوزیشن کے روپ میں تھی، اُس نے بھی اس پروگرام کو قومی سلامتی کے لیے باعث تشویش قرار دیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ سابقہ حکومت کے اس پروگرام پر آئی ایم ایف سے اختلافات کی وجہ سے پروگرام تعطل کا شکار ہو گیا۔ اُنہوں نے کہا کہ حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ موجودہ حکومت اُسی پروگرام کو نہ صرف بحال کرانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے بلکہ آئی ایم ایف کی مزید کڑی شرائط کو بھی تسلیم کرنے کا عندیہ دے چکی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمارے سیاست دانوں کا یہی کردار اور طرز عمل ہماری ترقی اور خوشحالی میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ قطع نظر شرائط کے، ہمیں بہر صورت سودی قرضوں کے اس وبال سے نجات حاصل کرنا ہوگی کیونکہ پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ریاست ہے جس میں سودی قرضے کی کوئی گنجائش نہیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

ادھورا سچ! (2)

میمونہ نعمان

(گزشتہ سے پیوستہ)

جی ہاں! مفاد پرست ذہنیتیں خوشبوؤں اور تازہ رس سے بھی زہر پیدا کرنے کی مکروہ صلاحیت رکھتی ہیں، ایک زہریلی مکڑی کی طرح! لہٰذا یہ تعریف، یہ توصیف اور کلماتِ داد و تحسین کفر و حق کی معرکہ آرائی میں پیش آنے والے ایک حادثے میں حق پر جم جانے کی واہ واہ ہے، نہ کہ حرام اور ناپسندیدہ کو حلال اور مباح کرنے کا سرٹیفکیٹ۔ مخلوط اداروں میں مرد و عورت کا اختلاط ایک ناپسندیدہ فعل تھا، ہے اور رہے گا۔ دنیاوی مفادات اور ڈگریوں کے حصول کی خاطر ایسی کوئی رخصت شریعت محمدی ﷺ سے نہیں ملتی، کہ جس پر اصل (وقرن فی بیوتکن،'' اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو۔'' کو قربان کر دینا جائز ہو۔ منشائے خداوندی ہے کہ: ''تم نزاکت کے ساتھ بات مت کیا کرو، کبھی کوئی ایسا شخص بے جا لالچ کرنے لگے، جس کے دل میں روگ ہوتا ہے۔'' (سورۃ الاحزاب)

یہ ہے رضائے الٰہی، منشاء الٰہی اور مذاقِ شریعت کا پورا سچ کہ مومنات، مسلمات کے وجود کی جھلک تو دور کی بات، ان کی آوازیں بھی کسی کی مریض سماعت سے آلودہ نہ ہو جائیں! خواہش ربانی کی ایک اور جھلک اس آیت میں نہایت واضح ہے: ''اور جن چیزوں میں ہم نے تم کو ایک دوسرے پر فوقیت دی ہے، ان کی تمنا نہ کرو، مرد جو کچھ کمائی کریں گے ان کو اس میں سے حصہ ملے گا، اور عورتیں جو کچھ کمائی کریں گی ان کو اس میں سے حصہ ملے گا۔'' (سورۃ النساء)

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''بعض صحابیاتؓ نے اس تمنا کا اظہار کیا تھا، کہ اگر وہ مرد ہوتیں تو وہ بھی جہاد وغیرہ میں حصہ لے کر مزید ثواب حاصل کرتیں، اس آیت کریمہ نے یہ اصول واضح فرما دیا کہ جو باتیں انسان کے اختیار سے باہر ہیں، ان میں اللہ نے کسی شخص کو کسی اعتبار سے فوقیت دے رکھی ہے اور کسی کو کسی اور حیثیت سے، مثلاً کوئی مرد ہے کوئی عورت، یہ چیزیں چونکہ ان کے اختیار میں نہیں ہیں، اس لیے ان کی تمنا کرنے سے فضول حسرت ہونے کے سوا کوئی فائدہ نہیں ہے۔''

کردار مصطفی ﷺ جو کہ چاہت ربانی کی عملی تفسیر تھا، جب گفتار سے پھول کھلے تو کیا فرمایا؟ آیئے سنتے ہیں: سیدنا حشرج بن زیاد رضی اللہ عنہ نے اپنی دادی اُم زیاد اشجعیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، کہ وہ خیبر کی جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلیں۔ ان کے علاوہ چھ عورتیں اور تھیں۔ اُم زیاد کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی تو آپؐ نے ہم کو بلا بھیجا۔ ہم گئے آپ ﷺ غصہ میں تھے۔ آپؐ نے پوچھا: تم کس کے ساتھ آئیں اور کس کی اجازت سے آئیں؟ اس حدیث مبارکہ میں کہ 'تم کس کے ساتھ آئیں اور کس کی اجازت سے آئیں؟ اور مسند احمد روایت میں 'فمن فانصرفن' (اٹھو اور واپس جاؤ) جیسے الفاظ لسان الرحمہ سے ادا ہوئے، جو آپ ﷺ کی شدید برہمی اور ناگواری پر دلیل ہیں۔

مولانا نایاب حسن قاسمی اپنے مضمون میں فرماتے ہیں: ''پیغمبر اسلام ﷺ نے خوب ارشاد فرمایا کہ ''تین افراد ایسے ہیں، جو کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔'' اور ان تینوں میں سے ایک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ((الرجلة من النساءِ)) یعنی'' عورتوں میں سے مرد' دریافت کیا گیا،'' عورتوں میں سے مرد سے کون لوگ مراد ہیں؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا:'' وہ عورتیں، جو مردوں کی مماثلت اختیار کریں' جیسا کہ بخاری کی روایت ہے: 'وَالمتشبهات مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ' علماء نے ایسی عورتوں کو جو مردوں والی تعلیم و تربیت اختیار کرتی ہیں اور پھر عملی زندگی میں مردوں کی ہم صف ہونا چاہتی ہیں، اسی وعید کا مصداق قرار دیا ہے۔''

اس تمام تحریر میں بکھرے ہوئے حروف اپنی بازگشت سے صرف ایک سچ اور پورا سچ سمجھنے اور سمجھانے کا قصہ ہیں۔ صحابیات رضی اللہ عنہن سے جو چند کسب معاش کی کوشش اور غزوات میں شرکت کے واقعات ملتے ہیں، اوّل تو وہ سب کے سب عین شرعی قوانین، قوائد و ضوابط کے مطابق تھے۔ پھر یہ استثنات تھیں، تفردات تھیں نہ کہ عام رجحان، نہ اکثریت صحابیات کی سعی، نہ یہ ضروریات کو حدِ ضرورت سے تجاوز کرنے کی جنگ تھی، نہ یہ مرد و زن کے شانہ بشانہ مساوات کا جنون تھا، نہ یہ فیمنزم کا فریب تھا، نہ یہ اپنی صاحبزادیوں کے لیے پروفیشنلزم کے مخلوط اداروں میں تعلیم اور اختلاط کے ذریعے جوڑ ڈھونڈھنے کا عامیانہ طریقہ، نہ ہی اپنی ذمہ داریوں یعنی خاوند اور اولاد سے فرار کا راستہ......! بلکہ ان کے پیچھے جو 'مقاصد' کار فرما تھے، وہ اعلائے کلمۃ اللہ کے سوا اور کچھ نہ تھا، یہاں تک کہ کسبِ معاش بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی نظر آتا ہے۔

اعلاء کلمۃ اللہ کے راستے میں اپنے محبوب خاوندوں کا وقت، طاقت، قوتیں اور ذمہ داریاں سب کچھ پیش کر کے، ذمہ داری کفالت میں اپنا حصہ یوں ڈالتی ہیں، کہ گھروں کی چار دیواری میں بیٹھ کر دستکاری، دھاگہ کاتنا اور کڑھائی سلائی جیسے مشغلوں کے ذریعے کسبِ معاش کا ذریعہ فراہم کر دیتی ہیں، تاکہ کہیں کوئی شوہر یکسو ہو کر خادم رسول ﷺ بننے کی سعادت پالے، کہیں کوئی باب العلم کہلائے اور کہیں کوئی دین کی خاطر میدان جنگ میں اپنا لہو معتبر کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ سرزمین اسلام پر ایمان کا باغ لگانے کے لیے تقریباً ایک لاکھ کے قریب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسے اپنے خون سے سیراب کیا، مگر صرف بارہ ہزار صحابہؓ کی قبریں عرب میں ملتی ہیں، باقی ماندہ حضرات کہیں اور جا کر اپنی جانیں نذرانہ کر آئے، جس سے صحابیاتؓ اور ان کی آل اولاد کا مقصد زندگی اور مزاج زندگی کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔

اس ادھورے سچ اور آدھے جھوٹ نے جہاں حیا اور پاکدامنی کے تصور پر کاری ضرب لگائی ہے، وہیں عورت کے 'پردے کے مفہوم' کو بھی اپنے مکار ایجنڈے کی فروخت کاری کے لیے بھرپور کنفیوز کیا ہے۔ پردہ جسم پر لپیٹنے والے چند گز کے کپڑے کے ٹکڑے کا نام نہیں ہے، ہاں! اسے محض ایک طریقہ یا علامت کہا جا سکتا ہے، جبکہ پردہ ایک وسیع عنوان ہے، شریعت کا ایک عظیم باب ہے، جس کا دائرہ کار نظر کے پردے، سوچ کے پردے، لب و لہجے کے پردے، جسم کے پردے، چہرے کے پردے سے لے کر شخصیت کی جاذبیت تک ہے۔ بنتِ حوا کو خوشبو

کے خمیر سے پیدا کیا گیا اور ابن آدم کو خوشبو کا خوگر بنایا گیا، پھر اس کشمکش رنگ و بو میں حدود و قیود کے ذریعہ آزمائش ٹھہرادی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں ایک طرف ابن آدم کو اپنی نظروں کی حفاظت کی تلقین کی گئی، نامحرم سے غیر ضروری اختلاط پر پابندیاں لگائی گئیں، اپنے دل اور سوچ کی پاکیزگی کا اہتمام سکھایا گیا، وہیں دوسری طرف ان تمام باتوں پر عمل کے ساتھ ساتھ بنت حوا کو اپنی زینت کے اظہار سے روکا گیا۔ چونکہ حوا کی یہ بیٹی سراپا زینت ہے، اس کے لہجے کی تروتازگی سے اداؤں کے پیچ وخم تک گلابوں کی راہداریاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس پر حفاظت کا سخت انتظام کیا گیا۔ 'وقرن فی بیوتکن' اسی انتظام کی سب سے پہلی اور مضبوط ترین کڑی ہے اور روایتی برقعہ اور حجاب اس کی ایک علامت اور رخصت ہے نہ کہ پردے کا کل مفہوم!!

یاد رہے کہ حسن اور طلب حسن کی اس کشمکش کو پیدا کرنے کا مقصد جہاں آزمائش ہے، وہاں دوسری طرف، صرف نکاح کے ذریعے ایک ایسے خوبصورت مضبوط معاشرے کا قیام ہے، جہاں چاہت اور محبت کے ساتھ امت محمدیہ ﷺ کے نفوس میں اضافہ کیا جاسکے۔ شمار کردہ تمام مقاصد کا بیڑہ جس ساحل پر لنگر انداز ہوتا ہے، بس تمام کلام کی سب سے مضبوط سچائی وہی ہے۔ یعنی 'وقرن فی بیوتکن' قرآن کی اس آفاقی دعوت سے ایسا لگتا ہے کہ کہ مغرب کے کچھ پُرخلوص افکار میں بھی بے چینی پیدا کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عرصہ پہلے سوویت یونین کے آخری صدر میخائل گورباچوف اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ:

''ہماری مغرب کی سوسائٹی میں عورت کو گھر سے باہر نکالا گیا اور اس کو گھر سے باہر نکالنے کے نتیجے میں بے شک ہم نے کچھ معاشی فوائد حاصل کیے اور پیداوار میں کچھ اضافہ ہوا اس لیے مرد بھی کام کر رہے ہیں اور عورتیں بھی کام کر رہی ہیں، لیکن پیداوار کے زیادہ ہونے کے باوجود اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا، کہ ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہو گیا اور اس فیملی سسٹم کے تباہ ہونے کے نتیجے میں ہمیں جو نقصان اٹھانے پڑ رہے ہیں، وہ نقصانات، فوائد سے زیادہ ہیں، جو پروڈکشن کے اضافے کے نتیجے میں ہمیں حاصل ہوئے۔ لہٰذا، میں اپنے ملک میں 'پروسٹرائیکا' کے نام سے ایک تحریک شروع کر رہا ہوں، اس میں میرا ایک بڑا بنیادی مقصد یہ ہے کہ جو عورت گھر سے باہر نکل چکی ہے، اس کو واپس گھر میں کیسے لایا جائے، اس کے طریقے سوچنے پڑیں گے، ورنہ جس طرح ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہو چکا ہے، اسی طرح ہماری پوری قوم تباہ ہو جائے گی۔''

یہ مضمون تو رائے تھی ایک ناقص انسان کی، جس پر نقص کا قوی احتمال ہے، مگر زمانہ پہلے بقائے انسانیت کے لیے عطائے آسمانی کے طور پر اکمل العلم رکھنے والے نے اجہل العلم ظلوماً جہولاً کی رہنمائی میں جو باب باندھا تھا، وہ اس تحریر کے پورے سچ کے طور پر ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔

وقرن فی بیوتکن!

اے کاش تجھے عہد نبھانا آئے
زندگی حامل قرآن بنانا آئے
دید ہو دل کو مسلمان بنانا آئے
اپنی اولاد کو انسان بنانا آئے
اپنے ایمان کے پھولوں سے سجادے گھر بار
پھر دکھا فاطمہ زہراؓ کا مثالی کردار

رہی بات استثناء کی، رخصت کی، تو رخصتیں تو ضرورتوں کے تابع ہیں، چھوٹی ضرورت بڑی ضرورت پر، بڑی ضرورت مقصد پر اور چھوٹا مقصد، بڑے مقصد پر قربان کر دینا عین دانشمندی ہے اور حکمت مومن کی گمشدہ میراث۔ والی اللہ المشتکی!

ہزاروں آئینے ہر صبح کو ٹوٹے ہوئے ملتے
اگر کوئی اپنی بدصورتی تسلیم کر لیتا

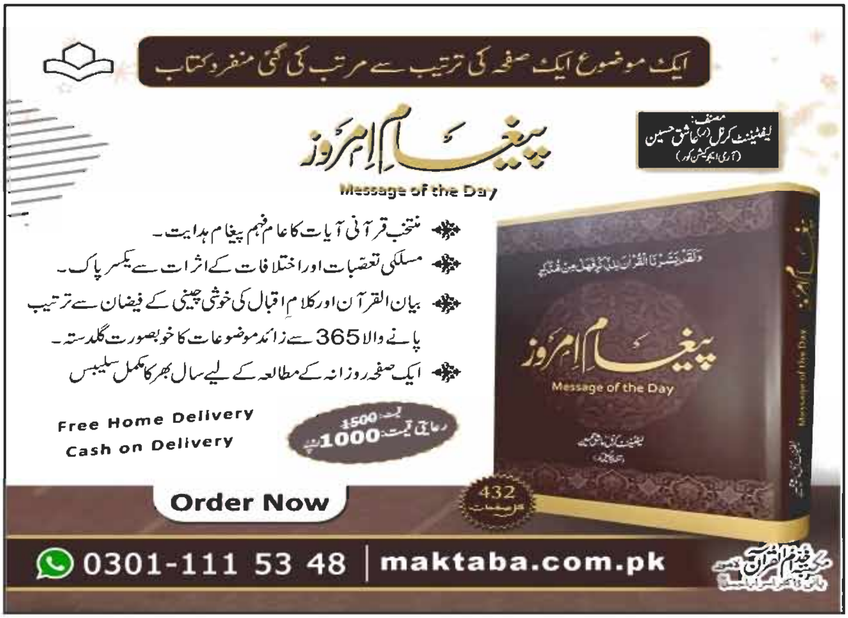

تذکرہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا

افشاں نوید

ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ؒ کے یوم وفات پر، بہت اچھا لگا ان کا تذکرہ۔ جن کو ہم سنتے ہیں اور بار بار سنتے ہیں۔

شکریہ ڈاکٹر صاحب کا ادا کیا جائے یا ان نفوس کا جنھوں نے انھیں محفوظ کر لیا۔

امام مالک ؒ کے ہم عصر ان سے بڑے فقیہ موجود تھے۔ ان کے استاد کہتے ہیں کہ امام مالک ؒ کی خوش بختی یہ کہ ان کے تلامذہ نے ان کے علم کو شرق و غرب میں پھیلا دیا۔۔

بہت سے لوگ بہت بڑے علمی و فکری کام کرتے ہیں۔

اولاد کو سوائے پلاٹوں اور بینک بیلنس کے دلچسپی ہی نہیں ہوتی کہ باپ کا اصل اثاثہ اور بھی کچھ ہے۔۔

بے شمار لوگوں کا کتنا فکری کام ردی کی نذر ہو گیا ہو گا کہ مرحوم کا کوئی ''سچا جانشیں'' تھا ہی نہیں......

اللہ شاد و آباد رکھے ڈاکٹر اسرار ؒ کے تلامذہ کو جنھوں نے صرف بیسویں صدی نہیں اس کی بعد کی سب صدیوں کے اس عظیم مفکر کے علمی، فکری سرمایہ کو ان کی زبان میں ہم تک پہنچایا۔

کتابیں تو اچھی سے اچھی بے شمار ہیں......

ان کے لہجے سے تو لفظوں کا مفہوم بدلتا ہے۔

کیسا ایمان چھلکتا ہے ان کی گفتگو میں، جو سامع کو حاضر و موجود سے بے زار کر کے کشف آشنا کر دیتا ہے۔

ایسے دو چار نفوس ہی صدیوں کو کافی ہوتے ہیں۔۔

ہر صدی ڈاکٹر اسرار احمد ؒ پیدا کر بھی نہیں سکتی......

ایسی بانگ درا کہ آج بھی کفر پر لرزہ طاری ہے......

ان کی آواز کو خاموش کرنے کے لیے ان کے یوٹیوب چینل پر پابندی لگائی جاتی ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ ہوں، قاضی حسین احمدؒ ہوں یا منور حسنؒ مرحوم۔

ایسے لہجے جیسے بجلی کا کڑکا، ایسے حوصلے جیسے کوہ طور، ایسی صدق و صفا سے منور پاٹ دار گفتگو......

کمال جی داری۔۔ جو جینا سکھا گئے......

ہم تفسیر قرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے سنتے ہیں، دجالی فتنوں کی آگہی، یہودیوں کی سازشیں، مسلمانوں کو درپیش حقیقی چیلنجز، تقابل ادیان وغیرہ جیسے موضوعات پر جتنی تحقیق ان کی تھی شائد اس وقت کوئی اور کر رہا ہو......

وہ کیسی پکار تھی......

کیسا درد تھا امت کا......

ایک انسان کتنا کام کر گیا کہ صدیوں کا ہیرو ٹھہرا۔۔

انسان تو ہم سب ہیں......

اچھی اچھی باتیں بھی کرتے ہیں مگر وہ میدان عمل کے سپاہی تھے۔

اپنی ڈاکٹری کی آمدنی سے صدقہ خیرات کر کے انھوں نے دین کی خدمت نہیں کی۔۔ جسے حق سمجھا اس کے لیے اپنا پروفیشن چھوڑ کر دعوت دین کو بحیثیت ''کیریئر'' اپنایا۔۔

وہ راتوں کے راہب اور دن کے مجاہد تھے......

جتنا ان کا مطالعہ اور عبور تھا علوم شریعہ پر، وہ نو سے پانچ کی ملازمت میں کیسے حاصل ہو سکتا ہے......

ٹھنڈے کمروں اور لائبریریوں کے پُرسکون ماحول کی تحقیق و جستجو الگ چیز ہے اور میدان عمل کی پکار ایک دوسری چیز۔۔ یہ آبلہ پائی وہ سمجھ ہی نہیں سکتا جس نے تحریکی زندگی کے صحرا کو عبور ہی نہ کیا ہو......

وہ ایک فلاسفر ایک مجتہد سے بڑھ کر ایک داعی دین تھے۔۔۔

ان کے لہجے کے جلال سے محسوس ہوتا ہے جیسے نزول قرآن کی کیفیت سے وہ بارہا گزرے ہوں۔

امام غزالی ؒ نے جو کہا کہ قرآن قلوب کا انتخاب کرتا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ پر بھی قرار نازل ہو تو اپنے قلب کو ان اوران صفات سے آشنا کر لیں......

ڈاکٹر اسرار احمد ؒ سے اللہ نے بڑا کام لینا تھا اس لیے وہ سبب بھی پیدا کیے گئے کہ ان کا قیمتی سرمایہ ایک شان سے محفوظ رکھا گیا......

آج موٹیویشنلز اسپیکرز کے ہجوم میں بھی نوجوان نسل ان سے دین کو سمجھتی ہے۔ وہ ہر عمر کے لوگوں کو یکساں مطلوب ہیں......

ایسے لوگ مرتے کب ہیں کہ ہم ان کا یوم وفات منائیں۔۔

انہوں نے قرآن کی جو خدمت کی، دین کا جو تصور دیا اس نے ان کو لافانی بنا دیا......

اللہ مولانا مودودی ؒ کو غریق رحمت کرے ان کی فکر نے امت کو کیسے لازوال ہیرے دیے۔

سچ بولنا کب آسان ہے......

ان کی گفتگو کا اختتام اکثر اسی پیغام پر ہوتا تھا کہ اس نظام کی چاکری کر کے اپنے دین کو خطرہ میں مت ڈالو اٹھو اور نظام کو بدلو کہ یہی عبادت ہے اور یہی بندگی......

وہ آپنی لازوال تحریروں میں بھی زندہ رہیں گے اور پر جلال گفتگو سے بھی بحر کی موجوں میں تاقیامت اضطراب پیدا کرتے رہیں گے۔

ایسے ہی طوفان آشنا لوگ تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں......

ع آسماں تری لحد پہ شبنم افشانی کرے

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ ازروئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ

''مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب'' پر مبنی

''قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس'' سے استفادہ کیجیے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ! اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز' قرآن اکیڈمی' 36-K' ماڈل ٹاؤن' لاہور

فون: 3-35869501(92-42) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

ماہِ رمضان المبارک کے بعد

محمد نجیب قاسمی

عمل کی قبولیت کی جو علامتیں علماء کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمائی ہیں ان میں سے ایک اہم علامت عمل صالح کے بعد دیگر اعمال صالحہ کی توفیق اور دوسری علامت اطاعت کے بعد نافرمانی کی طرف عدم رجوع ہے۔ نیز ایک اہم علامت نیک عمل پر قائم رہنا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب عمل وہ ہے جس میں مداومت یعنی پابندی ہو خواہ مقدار میں کم ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ ؓ سے حضور اکرم ﷺ کے عمل کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا آپ ﷺ ایام کو کسی خاص عمل کے لیے مخصوص فرمایا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نہیں، بلکہ آپ ﷺ اپنے عمل میں مداومت (پابندی) فرماتے تھے۔ اگر کوئی ایسا کرسکتا ہے تو ضرور کرے۔ (مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: ''اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح مت بنو جو راتوں کو قیام کرتا تھا لیکن اب چھوڑ دیا۔'' (بخاری ومسلم)

لہٰذا ماہِ رمضان کے ختم ہونے کے بعد بھی ہمیں برائیوں سے اجتناب اور نیک اعمال کا سلسلہ باقی رکھنا چاہئے کیونکہ اسی میں ہماری دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی مضمر ہے۔ چند اعمال تحریر کر رہا ہوں، دیگر اعمال صالحہ کے ساتھ ان کا بھی خاص اہتمام رکھیں۔

فرض نماز کی پابندی:

نماز' ایمان کے بعد دین اسلام کا سب سے اہم اور بنیادی رکن ہے جس کی ادائیگی ہر عاقل وبالغ مسلمان پر فرض ہے۔ لیکن انتہائی تشویش وفکر کی بات ہے کہ مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد اِس اہم فریضہ سے بے پرواہ ہے۔ رمضان کے مبارک ماہ میں تو نماز کا اہتمام کر لیتے ہیں مگر رمضان کے بعد پھر کوتاہی اور سستی کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ قرآن وحدیث میں اِس فریضہ کی بہت زیادہ اہمیت اور تاکید وارد ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر وقت (رمضان اور غیر رمضان) نماز کا پابند بنائے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔ (النساء: 103) دن رات میں کل 17 رکعتیں ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہیں: فجر کی 2 رکعت، ظہر کی 4 رکعت، عصر کی 4 رکعت، مغرب کی 3 رکعت اور عشاء کی 4 رکعت۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب وکامران ہوگا اور اگر نماز درست نہ ہوئی تو وہ ناکام اور خسارہ میں ہوگا۔'' (ترمذی)

حضرت عبادہ بن صامت ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں، جو اِن نمازوں کو اس طرح لے کر آئے کہ ان میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی ہو تو حق تعالیٰ شانہ کا عہد ہے کہ اس کو جنت میں ضرور داخل فرمائے گا۔ اور جو شخص ایسا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد اس سے نہیں، چاہے اس کو عذاب دے چاہے جنت میں داخل کردے۔'' (ابن ماجہ، ابوداؤد، مسند احمد)

حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری وصیت یہ ارشاد فرمائی: نماز، نماز۔۔۔ (یعنی نماز کا اہتمام کرو)۔ جس وقت آپ ﷺ نے یہ وصیت فرمائی آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے پورے لفظ نہیں نکل رہے تھے۔ (مسند احمد)

حضرت عمر فاروق ؓ نے اپنے گورنروں کو یہ حکم جاری فرمایا کہ میرے نزدیک تمہارے امور میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے۔ جس نے نماز کی پابندی کر کے اس کی حفاظت کی اس نے پورے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا وہ نماز کے علاوہ دین کے دیگر ارکان کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔'' (موطا امام مالک)

نمازِ وتر کی پابندی:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک ایسی نماز کا اضافہ کیا ہے جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے اور وہ وتر کی نماز ہے جس کا وقت عشاء کی نماز سے طلوعِ فجر تک ہے۔'' (ابن ماجہ، ترمذی)

حدیث کی تقریباً ہر مشہور ومعروف کتاب میں نبی اکرم ﷺ کا امت مسلمہ کو نمازِ وتر پڑھنے کا امر (حکم) موجود ہے جو عموماً وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیں بعد نمازِ عشاء یا اذانِ فجر سے قبل وتر پڑھنے کی پابندی کرنی چاہئے۔ احادیث کی روشنی میں امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ نمازِ وتر کی وقت پر ادائیگی نہ کرنے پر دوسرے دن طلوعِ آفتاب کے بعد کسی بھی وقت قضا کر لینی چاہئے۔

سنن مؤکدہ کا اہتمام:

حضرت ام حبیبہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص نے دن اور رات میں بارہ رکعتیں (فرض کے علاوہ) پڑھیں، اُس کے لیے جنت میں ایک گھر بنادیا گیا۔'' (مسلم) ترمذی میں یہ حدیث وضاحت کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔ حضرت ام حبیبہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دن رات میں مندرجہ ذیل بارہ رکعتیں پڑھے گا اُس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا: 4 ظہر سے پہلے، 2 ظہر کے بعد، 2 مغرب کے بعد، 2 عشاء کے بعد اور 2 فجر سے پہلے۔

ان سنن مؤکدہ کے علاوہ دیگر سنن غیر مؤکدہ، نماز تہجد، نماز اشراق، نماز چاشت، تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد کا بھی اہتمام فرمائیں۔

قرآن کی تلاوت کا اہتمام:

تلاوتِ قرآن کا روزانہ اہتمام کریں خواہ مقدار میں کم ہی کیوں نہ ہو۔ علمائے کرام کی سرپرستی میں قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں۔ قرآن کریم میں وارد احکام ومسائل کو سمجھ کر ان پر عمل کریں اور دوسروں کو پہونچائیں۔ یہ میری، آپ کی اور ہر شخص کی ذمہ داری ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کے معنی ومفہوم نہیں سمجھ پا رہے ہیں تب بھی ہمیں تلاوت کرنی چاہئے کیونکہ قرآن کی تلاوت بھی مطلوب ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص ایک حرف قرآن کریم کا پڑھے اس کے لیے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک

حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف۔'' (ترمذی)

حلال رزق پر اکتفا:

حرام رزق کے تمام وسائل سے بچ کر صرف حلال رزق پر اکتفا کریں خواہ مقدار میں بظاہر کم ہی کیوں نہ ہو کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کل قیامت کے دن کسی انسان کا قدم اللہ تعالیٰ کے سامنے سے ہٹ نہیں سکتا یہاں تک کہ وہ پانچ سوالوں کے جواب دے دے۔ ان پانچ سوالات میں سے دو سوال مال کے متعلق ہیں کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اس لیے ہر مسلمان کو چاہئے کہ صرف حلال وسائل پر ہی اکتفا کرے، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حرام مال سے جسم کی بڑھوتری نہ کرو کیونکہ اس سے بہتر آگ ہے۔ (ترمذی) اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ انسان جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو، ایسے شخص کا ٹھکانہ جہنم ہے۔'' (مسند احمد)

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''حرام کھانے، پینے اور حرام پہننے والوں کی دعائیں کہاں سے قبول ہوں۔'' (صحیح مسلم)

عصر حاضر میں بعض ناجائز چیزیں مختلف ناموں سے رائج ہوگئی ہے، ان سے بچنا چاہئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حلال واضح ہے، حرام واضح ہے۔ اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کو بہت سارے لوگ نہیں جانتے۔ جس شخص نے شبہ والی چیزوں سے اپنے آپ کو بچالیا اُس نے اپنے دین اور عزت کی حفاظت کی۔ اور جو شخص مشتبہ چیزوں میں پڑے گا وہ حرام چیزوں میں پڑ جائے گا اس چرواہے کی طرح جو دوسرے کی چراگاہ کے قریب بکریاں چراتا ہے کیونکہ بہت ممکن ہے کہ چرواہے کی تھوڑی سی غفلت کی وجہ سے وہ بکریاں دوسرے کی چراگاہ سے کچھ کھالیں۔'' (بخاری ومسلم)

بچوں کی دینی تعلیم وتربیت:

ہماری یہ کوشش وفکر ہونی چاہئے کہ ہماری اولاد اہم وضروری مسائل شرعیہ سے واقف ہوکر دنیاوی زندگی گزارے اور اُخروی امتحان میں کامیاب ہوجائے کیونکہ اُخروی امتحان میں ناکامی کی صورت میں دردناک عذاب ہے، جس کی تلافی مرنے کے بعد ممکن نہیں ہے، مرنے کے بعد آنسو کے سمندر بلکہ خون کے آنسو بہانے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یاد رکھیں کہ اگر ہم اُخروی زندگی کو سامنے رکھ کر دنیاوی زندگی گزاریں گے تو ہمارا بچوں کی تعلیم میں مشغول ہونا، ان کی تعلیم پر پیسہ خرچ کرنا اور ہر عمل دنیا وآخرت دونوں جہاں کی کامیابی دلانے والا بنے گا، ان شاء اللہ۔ لیکن آج عصری تعلیم کو اس قدر فوقیت واہمیت دی جارہی ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو بالغ ہونے کے باوجود نماز وروزہ کا اہتمام نہیں کرایا جاتا کیونکہ ان کو اسکول جانا ہے، ہوم ورک کرنا ہے، پروجیکٹ تیار کرنا ہے، امتحانات کی تیاری کرنی ہے وغیرہ وغیرہ یعنی دنیاوی زندگی کی تعلیم کے لیے ہر طرح کی جان ومال اور وقت کی قربانی دینا آسان ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔

ٹی وی اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے دوری:

معاشرہ کی بے شمار برائیاں ٹی وی اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے پھیل رہی ہیں، لہٰذا فحش وعریانیت وبے حیائی کے پروگرام دیکھنے سے اپنے آپ کو بھی دور رکھیں اور اپنی اولاد وگھر والوں کی خاص نگرانی رکھیں تاکہ یہ جدید وسائل آپ کے ماتحتوں کی آخرت میں ناکامی کا سبب نہ بنیں، کیونکہ آپ سے ماتحتوں کے متعلق بھی سوال کیا جائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔'' (سورۃ التحریم: 6)

اللہ تبارک وتعالیٰ مغفرت اور رحمت والے مہینہ میں کیے گئے ہمارے تمام اعمال صالحہ کو قبول فرمائے اور ہمارے لیے جہنم سے چھٹکارہ کا فیصلہ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

❀❀❀

رفقاء متوجہ ہوں

''مسجد جامعُ القرآن، مین روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا'' میں

15 تا 21 مئی 2022ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء پروگرام میں شریک ہوں۔

اور

20 تا 22 مئی 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء ومعاونین
تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔ ☆ اسلام کا انقلابی منشور (سیاسی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-9603045/0300-9603577

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-(042)35473375

عبودیت کا مقام

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

کل کائنات اللہ وحدہ لاشریک کی تخلیق ہے اور مخلوق کا ہر فرد ہمہ تن اُس کی حمد وستائش کر رہا ہے۔ جاندار مخلوق کی یہ حمد وثنا قالی ہے جبکہ بے جان مخلوق زبان حال سے اس کی حمد وثنا میں مشغول ہے۔ جاندار مخلوق میں انسان اشرف المخلوق ہے اور اس کی پیدائش کا مقصد خالق کی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝﴾ ”اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں“ کے الفاظ میں واضح کیا ہے گویا اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے۔ وہی اس بات کا حق رکھتا ہے کہ انسان اس کی عبادت کریں یعنی اس کو معبود تسلیم کریں اور اپنی عبویت کا اظہار کرنا ان کا واحد وظیفہ ہو۔ اللہ تعالیٰ معبود ہے اور انسان اس کا عبد ہے اور دونوں کا رشتہ معبود اور عبد کا ہے۔ انسان کو اچھائی اور برائی کی تمیز واضح کر دی گئی ہے۔ لہٰذا جو شخص اپنی زندگی میں صرف اللہ تعالیٰ کو معبود واحد مانتا ہے اور اس کے احکام پر عمل کرتا ہے وہی سچا عبد ہے اور وہ معبود کے وعدے کے مطابق موت کے بعد حقیقی زندگی میں عزت وعظمت اور ہر قسم کی نعمتوں سے سرفراز کیا جائے گا۔ جبکہ اس دنیاوی زندگی کو عیش وعشرت میں مشغول رہ کر جو اس طرح گزارے گا کہ اپنی تخلیق کی غرض وغایت کو بھلا دے گا وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے نتیجے میں سزا کا سزاوار ٹھہرے گا۔

دنیا کی یہ زندگی امتحان کا وقفہ ہے اس کو خالق کی مرضی کے مطابق گزارنا پسندیدہ ہے۔ ایک دن یہ زندگی ختم ہو جائے گی اور اگلی زندگی یعنی اصلی اور دائمی زندگی شروع ہو جائے گی دنیاوی زندگی کا وقفہ ہر کسی انسان کو ملتا ہے اور اس کو گزارنے کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام یعنی قرآن مجید میں واضح کر دیا ہے جو لا الٰہ الا اللہ کے الفاظ میں موجود ہے یعنی انسان اپنی ہر ضرورت اور حاجت کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ اس سے مدد کا خواہاں ہو جس طرح عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اسی طرح استعانت بھی اسی سے ہے۔ نماز میں بندہ مومن اسی بات کا بار بار اقرار کرتا ہے اور عملی زندگی میں ہر مشکل اور پریشانی کی صورت میں اس سے دعا کرتا ہے اور ہر حاجت اسی سے مانگتا ہے۔ ہر زندہ یا فوت شدہ انسان کو اللہ کے حضور بے بس اور لاچار سمجھتا ہے ورنہ اس کا رویہ اسے خالق کی ناراضگی کی وجہ سے سزا کا باعث بنا دے گا ؎

توجھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

بے شک نماز روزہ عبادت ہیں مگر یہ عبادت کا جزو ہیں۔ مطلوب تو ہمہ وقت کی عبودیت ہے۔ سورۃ الجمعہ میں ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو کر معاشرے میں پھیل جاؤ تو کثرت سے اللہ کو یاد کرو۔ حالانکہ مسجد میں نماز باجماعت بھی عبادت ہے۔ مگر جب آدمی اپنے کاروبار میں لگ جاتا ہے تو وہاں بھی اُس سے مطالبہ ہے کہ وہ وہاں بھی اپنے عبد ہونے کا مظاہرہ کرے۔ دکاندار ہے تو جھوٹ اور فریب سے باز رہے۔ ملازم ہے تو اپنے فرائض پورے خلوص کے ساتھ ادا کرے۔ الغرض عبودیت کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ جہاں بھی ہو دھیان رکھے کہ مجھ سے ایسا کام سرزد نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والا ہو۔ اس طرح گزاری ہوئی زندگی ہی ایک مسلمان سے مطلوب ہے ہاں انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے اس سے گناہ بھی سرزد ہو جائے گا مگر اس وقت اس کا رویہ استغفار کا ہو تو اس کی معافی اس کے گناہ کو ختم کر دے گی بشرطیکہ وہ معصیت بچنے کا اہتمام کرتا رہے۔

اب غلامی کا دور نہیں تاہم عبدیت کے مقام کو واضح کرنے کے لیے گھریلو نوکر کی مثال سے راہ نمائی ملتی ہے۔ نوکر اپنے مالک کو خوش کرتا ہے تو اسے زیادہ سے زیادہ سہولتیں ملتی ہیں۔ تنخواہ کے علاوہ اُسے عطیات بھی ملتے ہیں۔ اسے اچانک ضرورت پیش آ جائے تو مالک اُس کی مدد کرتا ہے۔ اس کی بیٹی کی شادی کا موقع ہو تو اسے تحائف دیے جاتے ہیں۔ اگر بیمار ہو جائے تو اس کا علاج کروایا جاتا ہے۔ غرض مالک اس فرماں بردار نوکر کو ہر طرح نوازتا ہے۔ اصل مالک تو اللہ ہے۔ اس کے پاس تو انعام دینے کے لیے بہت کچھ ہے اگر اس کا بندہ حق بندگی ادا کرتا ہے یعنی اس کے حکموں پر عمل کرتا ہے اور اس کی ناراضگی والے کاموں سے باز رہتا ہے تو اس کا خالق اس سے خوش ہوتا ہے اور اس کے ہر نیک عمل پر اسے ڈھیروں ثواب دیتا ہے اور اس سے اُخروی زندگی میں نجات کا وعدہ کرتا ہے۔ البتہ جو بندہ اس کے احکام پر عمل نہیں کرتا بلکہ ایسے کام کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے تو وہ تو اپنے کئے کی سزا پائے گا۔

ہاں اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے اگر کوئی نافرمان بندہ سالہا سال کی غفلت کے بعد بھی اس سے سچے دل سے معافی چاہے۔ اور گزشتہ نافرمانیوں سے توبہ کر لے اور آئندہ فرماں برداری کا رویہ اختیار کرلے تو اُسے بھی معافی کی خوشخبری ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ ہمہ وقت اپنے عملوں کا جائزہ لیتا رہے اور کسی وقت بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ رہے۔

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ سکھر کے رفیق محمد امجد خان ایڈوکیٹ ہائی کورٹ کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-0215456

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهَا وَارْحَمْهَا وَاَدْخِلْهَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهَا حِسَابًا يَّسِيْرًا

حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام مظاہرہ حیا مہم

20 فروری بروز اتوار امیر حلقہ محترم فیصل منصوری نے امراء ومعاونین سے تین دن پر محیط ملک گیر حیا مہم کے سلسلے میں حلقہ کراچی جنوبی کی جانب سے ریلی ومظاہرہ کے انعقاد پر بھرپور مشاورت کی۔ 26 فروری سہ پہر 4.30 بجے سے اذان مغرب تک قیوم آباد سے کالے پل تک ریلی کے انعقاد کا فیصلہ کیا اور مقامی امیر اختر کالونی حبیب الرحمن کو ناظم ریلی کی ذمہ داری تفویض کی گئی۔

معتمد حلقہ نے ایک شیڈول ترتیب دیا اور اپنے کام کو چار مقامی امراء جناب محمد ہاشم (امیر لانڈھی تنظیم) جناب سعید الرحمن (امیر کورنگی غربی تنظیم) جناب غلام دستگیر بخاری (امیر اولڈ سٹی تنظیم) اور جناب شارق عبداللہ (امیر قرآن اکیڈمی تنظیم) میں تقسیم کیا۔

مظاہرے کے لیے مختلف مقامات پر 8 بڑے بینرز آویزاں کیے گئے۔

امیر حلقہ نے دو رفقاء کے علاوہ تمام رفقاء پر تصاویر بنانے کی پابندی عائد کی گئی۔

چار پوائنٹس کے سگنل پر رفقاء نے حیا مہم کی آگہی کے لیے ہینڈ بل تقسیم کیے۔

قیوم آباد سے کالے پل تک رفقاء روڈ کے ایک جانب منظم انداز میں کھڑے ہو گئے۔ مرکز سے منظور شدہ سلوگن کے بینرز تھامے ہوئے ایک طویل فاصلے کی زنجیر بنا کر اپنا دینی فریضہ ادا کیا اور سمع واطاعت کا بہترین مظاہرہ دیکھنے کو ملا۔ مظاہرے میں رفقاء کے علاوہ احباب کی ایک اچھی خاصی تعداد نے شرکت کر کے اپنے وقت کا انفاق کیا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمام رفقاء کی کاوشوں کو قبول ومنظور فرمائے اور توشہ آخرت بنائے۔ آمین! (مرتب: حبیب الرحمن امیر مقامی اختر کالونی تنظیم)

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کا دورہ حلقہ ملاکنڈ

امیر تنظیم اسلامی پاکستان محترم شجاع الدین شیخ کے حلقہ ملاکنڈ کے اس دورے کا آغاز 12 مارچ کو ہوا۔ نماز مغرب کے بعد امیر محترم تنظیم غالیگے سوات کے لیے روانہ ہوئے جہاں امیر محترم ختم القرآن کے ایک پروگرام میں بطور مہمان خصوصی مدعو تھے۔ انہوں نے ''قرآن پاک اور ہم'' کے عنوان پر خطاب کیا۔

13 مارچ کو امیر محترم نے غالیگے ہی کے رفیق جناب عثمان غنی کے حجرہ میں ناشتہ کے بعد شانگلہ اور بشام سے آئے ہوئے رفقاء سے ملاقات کی۔ ملاقات کے اختتام پر امیر محترم، امیر حلقہ کی معیت میں حلقہ مرکز تیمر گرہ روانہ ہوئے۔ جہاں حلقہ کے سہ ماہی اجتماع میں رفقاء کا تعارف حاصل کرنے کے بعد امیر محترم نے ''قرآن اور انفاق'' کے موضوع پر سورت الحدید کے حوالہ سے خطاب کیا۔ اور شرکاء کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ چائے کے وقفہ کے بعد اگلی نشست ذمہ داران کے ساتھ تھی۔ تعارف کے بعد شرکاء کے سوالات کے بھی مفصل جوابات دیئے۔

نماز ظہر اور کھانے کے بعد امیر محترم باجوڑ کے لیے روانہ ہو گئے۔

امیر تنظیم اسلامی پہلی بار باجوڑ تشریف لائے تھے لہٰذا وہاں جشن کا سماں تھا۔ باجوڑ کے مشہور ومعروف راحت ہوٹل میں 2 تنظیم کے رفقاء واحباب، علاقے کے معززین، اور کئی سیاسی جماعتوں کے صدور وقت مقررہ سے پہلے پہنچ گئے تھے۔ حاضری تقریباً 300 کے قریب تھی۔

امیر محترم نے ''اسلام، پاکستان اور ہم'' کے موضوع پر ایک مدلل خطاب کیا اور ساتھ ہی شرکاء کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ امیر محترم کا یہ دورہ علاقے کے لیے ہوا کا ایک تازہ جھونکا ثابت ہوا۔ نماز عصر کے بعد امیر محترم واپس تیمر گرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ نماز مغرب کے بعد بلامٹ ملاکنڈ کے مقام پر ''دین اسلام کے تقاضے'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ رات کا قیام تنظیم کے دیرینہ اور بزرگ رفیق محترم محمد فہیم کے ہاں تھا۔ نماز فجر کے بعد امیر محترم نے مقامی مسجد میں درس قرآن دیا۔ بعد میں امیر حلقہ کے ساتھ ضلع ملاکنڈ کے صدر مقام بٹ خیلہ کے لیے روانہ ہوئے۔ وہاں پر ملتزم رفیق قاری امین الرحمن کے مدرسے میں ''قرآن حکیم اور ہم'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ جس کو 70 سے زیادہ سامعین نے بڑے انہماک کے ساتھ سنا۔

امیر محترم نے بٹ خیلہ ہی میں ایک مقامی کالج میں طلبہ سے خطاب تھا۔ یہاں پر بھی ''قرآن مجید اور ہم'' کے عنوان پر خطاب کیا اور بعد ازاں طلبہ کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ بعد نماز ظہر امیر محترم دورہ ملاکنڈ کی تکمیل کے بعد واپس لاہور کے لیے عازم سفر ہوئے۔ امیر محترم کے حلقہ کے چار اضلاع پر مشتمل اس دورہ نے رفقاء واحباب میں ایک نیا جذبہ اور ولولہ پیدا کیا۔ اس دورہ میں امیر حلقہ محترم ممتاز بخت اور نائب ناظم اعلیٰ محترم گل رحمن امیر محترم کے ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس سعی اور جہد کو قبول فرمائے اور ہمارے لیے توشۂ آخرت بنا دے۔ آمین

(رپورٹ: محمد سعید، ناظم نشرواشاعت، حلقہ ملاکنڈ)

حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام تربیتی اجتماع

23 مارچ 2022ء و حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام مقامی تناظیم کے امراء، نقباء ومعاونین کا تربیتی اجتماع صبح 08:00 بجے سے نماز ظہر تک قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں مقامی تناظیم کے تمام ذمہ داران نے شرکت کی۔ ناشتہ کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ معتمد حلقہ نے تذکیر بالقرآن کی سعادت حاصل کرتے ہوئے سورۃ القارعۃ کی روشنی میں فکر آخرت اور عمل میں اخلاص پیدا کرنے پر زور دیا۔

بعد ازاں امیر حلقہ جناب ڈاکٹر محمد الیاس نے بذریعہ ملٹی میڈیا پریزینٹیشن کے ذریعے ''آغاز کائنات سے آج تک تاریخ دعوت وعزیمت'' بیان فرمائی۔

بعد ازاں مقامی ذمہ داران کی حلقہ کے ذمہ داران کے ساتھ تربیتی نشست ہوئی۔ شرکاء کو متعلقہ شعبہ سے متعلق درپیش مسائل اور ان کے حل تجویز کیے گئے۔ معتمد حلقہ نے ماہانہ جائزہ رپورٹ بھرنے کے حوالے سے قابل اصلاح امور کی نشاندہی کروائی۔ بذریعہ ملٹی میڈیا پریزینٹیشن معتمد حلقہ نے رپورٹ پُر کرنے کی عملی مشق بھی کروائی۔ انہوں نے معتمدین مقامی تناظیم پر درست اعداد وشمار بھرنے اور درست ڈیٹا کی اہمیت بھی واضح فرمائی۔ ناظم دعوت حلقہ نے مقامی ناظمین دعوت کو انفرادی دعوت کی موجودہ کیفیت اور اس میں بہتری کے لیے ہدایات دیں۔ رمضان المبارک میں احباب کو دورہ ترجمہ قرآن سے متعارف کروانے اور احباب کے ساتھ مناسب رابطہ رکھنے کی اہمیت پر زور دیا۔ حلقہ کے ناظم مالیات نے مقامی ناظمین مالیات کو مالیاتی گوشواروں کو درست طریقہ سے پُر کرنے کا طریقہ سمجھایا اور ان کے اشکالات اور سوالات کے جوابات دیئے۔ خصوصاً رمضان میں اخراجات کے حوالے سے مرکز کی ہدایت کو ملحوظ رکھنے کی تلقین کی۔

آخر میں امیر حلقہ نے شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور چند ہدایات واعلانات کے بعد دعا پر یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔ (رپورٹ: محمد سہیل راؤ، معتمد حلقہ کراچی جنوبی)

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.18

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore